محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص پر مشتمل اردو میں پہلی جامع کتاب

اِمتیازاتِ مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خلیل ابراھیم مُلا خاطر

ترجمہ

مُفتی محمد خان قادری

حِجاز پبلی کیشنز۔ لاہور

نام کتاب .... امتیازاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف .... ڈاکٹر ابراہیم ملا خاطر مدظلہٗ

مترجم .... مفتی محمد خان قادری

معاون .... محمد الیاس قادری

کتابت .... سید قمر الحسن ضیغم قادری

ناشر .... مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ ۲۰۵۔ شادمان لاہور

طباعت بار اوّل .... صفر المظفر ۱۴۱۱ھ اگست ۱۹۹۰ء

بار دوم .... رجب المرجب ۱۴۱۴ھ دسمبر ۱۹۹۳ء

بار سوم .... اپریل ۱۹۹۹ء

تعداد .... گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت: ________ روپے

انتساب

اپنے شیخ طریقت

قدوۃ الاولیا، حضرت سید نا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی

کے نام ـــــــ

- جن کی ہستی فیضانِ غوث اعظمؓ کی امین ہونے کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کے لئے قابلِ فخر سرمایہ تھی۔

اور جن کی توجہات و فیوضات کے چشمے افق تا افق متلاشیانِ حق اور رہروانِ راہِ طریقت کے علم و عمل کو سیراب کر کے انہیں لذتِ بندگی سے سرشار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی باطنی توجہات اور روحانی فیوضات کا سایہ ہمارے سروں پر تا ابد قائم رکھے۔

سگِ دربارِ میراںؓ

محمد خاں قادری

مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ ۵۰۲ شادمان لاہور

تأثرات

عظیم فاضل ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر (استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ) نے اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو ایسے خصائص جمع فرمائے ہیں جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت آپ ہی کا خاصہ ہیں۔ یہ پہلی کتاب ہے جس میں اس قدر نہایت ہی احسن انداز میں خصائص کو جمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی رحمت سے فاضل مصنف کو ایسی عظیم کتاب لکھنے کی توفیق بخشی جسے نہایت ہی قبولیت حاصل ہوئی اور اس کے سابقہ (چار) تمام ایڈیشن ختم ہو چکے ہیں۔ اس ایڈیشن کی طباعت کی سعادت دار القبلہ کے حصہ میں آئی ہے جس نے اسے قارئین کے لیے خوبصورت، مشکل الفاظ کی شرح اور حوالہ جات کے ساتھ شائع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے نوازے اور آپ کی ذات کو ہمارے لیئے ذات، خاندان اور پیاسے کے لئے ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنادے اور روزِ قیامت آپ کے جھنڈے کے نیچے جگہ نصیب فرمائے۔



ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی (ہمارہ)

(مصنف علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ، بابی انت، دامی بجار رسول اللہ)

فہرست

باب ثانی ان خصائص کے بیان میں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخرت میں نوازا

باب ثالث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۂ آغاز

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے بندہ کو ۱۹۸۷ء میں جب محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضری کا موقع نصیب ہوا تو حسبِ عادت و ذوق شہرِ طیبہ میں کتب کی خریداری کے لیے گیا۔ ایک دوکان پر دیگر کتب کے علاوہ شیخ ابراہیم ملا خاطر (استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) کی کتاب "عظیم قدرہ و رفعۃ مکانتہ عند ربہ" پر نظر پڑی۔ دیکھتے ہی محسوس ہوا کہ یہ کتاب میرے آقا علیہ السلام کے خصائل و کمالات پر ہے۔ اٹھا کر فہرست دیکھی تو دل کھل اٹھا کہ یہ کتاب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا ایک گلدستہ ہے۔

صاحبِ مکتب سے منہ مانگے ریال دے کر کتاب خرید لی۔ اسی وقت ارادہ کیا کہ اسے اپنے ملک میں اردو زبان میں شائع کیا جائے۔ کیونکہ عربی زبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص پر بہت سی کتب ہیں مگر اردو زبان میں ایسی کوئی کتاب نہ تھی۔ اس کتاب کا ایک امتیاز یہ بھی تھا کہ یہ ان امتیازات پر مشتمل ہے جو آپ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہ السلام کے درمیان ہیں۔

پاکستان آتے ہی اپنی تدریسی، تحریکی ذمہ داریوں میں الجھ گیا۔ کافی عرصہ بیت گیا آخر ایک دن میں نے اس کا ترجمہ شروع کر دیا۔ بڑی مشکل سے ابھی تقریباً تیس خصوصیات کا ترجمہ ہوا تھا کہ پھر مصروفیات آڑے آگئیں۔ لیکن تمنا تھی اس لیے بار بار شروع کرتا

مگر کام رک جاتا۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ اس میں کسی ساتھی کا تعاون حاصل کیا جائے تاکہ اس نہایت ہی پاکیزہ ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ فاضلِ نوجوان عزیزم محمد الیاس قادری سے بات کی کہ آپ اپنی استعداد کے مطابق ترجمہ کر کے لایا کریں۔ میں اس پر نظرِ ثانی کر لیا کروں گا۔ انہوں نے اس کی حامی بھر لی۔ اللہ تعالیٰ عزیزم کو حضور علیہ السّلام کی توجہات نصیب فرمائے۔ اس طرح یہ خوبصورت ترجمہ آپ کی خدمت تک پہنچا ہے۔

ابھی ترجمہ شروع تھا کہ ماہنامہ "ضیائے حرم" کے ایڈیٹر جناب گل محمد فیضی سے قاری غفور احمد چشتی استاذ جامعہ اسلامیہ برمنگھم کی ملاقات میں اس کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ ساتھ ساتھ ہمیں دیتے چلیں تاکہ "ضیائے حرم" میں یہ کتاب بالاقساط شائع کر دیں۔ ہم نے محسوس کیا کہ شاید کتابی صورت میں تاخیر ہو جائے گی لہٰذا "ضیائے حرم" کو دیدی۔ اب اس میں بالاقساط شائع ہو رہی ہے۔

آخر میں میں اپنے قابلِ فخر دوست محترم رانا جاوید القادری کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مختصر وقت میں "مصنّف، کتاب اور مترجم کے بارے میں" ابتدائیہ تحریر فرمایا۔ ان تعارفی کلمات میں انہوں نے فاضل مصنّف اور کتاب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ تو بالکل حق ہے مگر مجھ ناچیز کے متعلق جو کچھ تحریر کیا اس پر میں شرمندہ ہوں۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بات بھی، میرے نزدیک مجھ پر صادق نہیں آتی۔ میرے دامن میں اللہ تعالیٰ اور ان کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کے سوا کچھ نہیں۔

نوٹ: اس کتاب کا ترجمہ ہندوستان کے نامور عالم دین یٰسین اختر مصباحی نے "خصائصِ رسولؐ" کے نام سے بھی کیا ہے۔

احقر الانام

محمد خان قادری

مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ، شادمان، لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

پیش لفظ

رانا جاوید القادری ایڈووکیٹ

یوں تو باری تعالیٰ جل جلالہ، کی صفت ربوبیت کے جلوے کائنات رنگ و بو میں ہرسو منتشر اور اپنے اپنے حسبِ ظرف اس کی صفات کے مظہر بن کر انسان کو دعوتِ فکر و تدبر دے رہے ہیں لیکن عالم ہست و بود میں جو ذات اس کی شانِ ربوبیت کی مظہرِ اتم اور اس کی صفات و کمالات کا پرتو کامل ہے وہ صرف اور صرف ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپؐ کا وجودِ مسعود نہ صرف رونقِ بزم کائنات ہے بلکہ آپ ہی کی ذات وجہ تخلیقِ کائنات بھی ہے۔ آپؐ ہی کی خاطر کائناتِ عالم کی بساط بچھائی گئی اور جب کائنات ارض و سما میں کوئی آپؐ کے فیضان کا خوشہ چین آپ کے دربار کا دریوزہ گر اور آپ کے نقشِ پا کا متلاشی نہیں رہے گا۔ یہ بساط لپیٹ دی جائے گی۔

بنابریں آپؐ جیسی ذیشان اور عالی مرتبت ہستی کے صفات و کمالات کا فہم، اوصاف و محاسن کا شعور اور فضائل و شمائل کا کامل ادراک نہ عقل انسانی کے بس کی بات ہے اور نہ ہی آپؐ کے اوصافِ حمیدہ اور درجاتِ مقدسہ کا اظہار و بیان انسانی قدرت و استطاعت کا اعجاز۔ اسی لئے ذاتِ باری تعالیٰ نے نہ صرف ورفعنالک ذکرک کی شان عطا کرتے ہوئے اپنے محبوبؐ کے اوصاف و کمالات اور خصائص و امتیازات کا بیان اپنے ذمے لے لیا بلکہ اپنے آخری کلام کی صورت میں اپنے محبوب

کے سیرت و کردار، عادات و اطوار اور اسوہ و اخلاق کے بیان کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اوصاف و کمالات، مراتب و درجات اور فضائل و شمائل کا ایک لافانی مرقع بھی عالم انسانیت کو عطا کر دیا تاکہ فہم انسانی اگر اوصاف و کمالاتِ محمدیؐ کو احاطہ بیان میں لانا چاہے تو اس کے پاس معیار کی ایک کسوٹی موجود ہو جس کی روشنی میں وہ خالقِ کائنات کی ہمنوائی کرتے ہوئے اس کے محبوبؐ کے حسن و جمال، اوصاف و کمالات اور خصائص و امتیازات کے بیان میں لبِ عقیدت وا کر سکے۔

اس اعتبار سے قرآن حکیم منبع رشد و ہدایت اور سرچشمۂ علم و معرفت ہونے کے ساتھ ساتھ محبوب رب العالمین کے فضائل و شمائل اور اوصاف و امتیازات کا اوّلیں اور مستند ترین مجموعہ بھی ہے۔ جس طرح متلاشیانِ رشد و ہدایت اور طالبانِ علم و حکمت ہر دور میں محنتِ شاقّہ اور عرق ریزی کے ذریعے قرآنی علوم و معارف اور اسرار و حِکم کی نقاب کشائی کرتے رہے ہیں اور اس حکمت و معرفت کے بحرِ ذخار میں غوطہ زن ہو کر علم و عرفان کے موتی تلاش کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح بحرِ عشق و محبت کے شناور قرآن سے صاحبِ قرآنؐ کے اوصاف و کمالات کے موتی، آپؐ کے خصائص و امتیازات کے صدف، آپؐ کے فضائل و شمائل کے یاقوت اور سیرت و اخلاق کے دمکتے ہیروں سے امت کے اہلِ عشق اور صاحبانِ دل کا دامن بھرتے رہے ہیں۔ قرآن سے صاحبِ قرآنؐ کے اخلاق و اطوار اور اوصاف و شئون کی خوشہ چینی کا یہ سلسلہ ازل تا ابد جاری و ساری رہے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ مادی ترقی اور سائنسی تحقیقات کے نتیجے میں بھی فہم انسانی جوں جوں اپنے کمال کی طرف بڑھے گا اور کائنات کے سربستہ رازوں اور مخفی گوشوں سے جوں جوں پردہ اٹھے گا توں توں رونقِ بزم کائنات کے اوصاف و کمالات، مقامات و درجات اور خصائص و امتیازات بھی بے نقاب ہوتے چلے جائیں گے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کی حقیقت۔ اوصاف

و کمالات اور مقامات و درجات کے ایسے ایسے گوشے منظر عام پر آتے چلے جائیں گے جن سے ہنوز فہم و دانش انسانی نابلد و ناآشنا ہے بلکہ میرا ذوق و وجدان تو یہاں تک کہتا ہے کہ کائنات و حقیقت کائنات کے حوالے سے منظر عام پر آنے والی ہر نئی تحقیق کسی نہ کسی اعتبار سے محبوب رب العالمین ہی کی کسی نہ کسی شانِ دلربائی کی آئینہ دار اور آپ ہی کے کسی نہ کسی وصف و کمال کی ناقابلِ تردید شہادت ہوگی۔

مثال کے طور پر دورِ حاضر کی جدید ترین تحقیق نے آغاز کائنات کے حوالے سے جو نظریہ پیش کیا ہے وہ "نظریۂ نور" ہے اور اسی نورانی نظریے کی خبر "قد جاءکم من اللہ نورٌ" کے رُخِ زیبا والے سراپا نور اللہ کے رسول نے "اول ما خلق اللہ نوری" کہہ کر آج سے چودہ سو برس قبل دے دی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس بنظر غائر و بطریقِ عشق دیکھا جائے تو دورِ حاضر کی تمام ایجادات و تخلیقات اور تحقیقات و اختراعات آپ ہی کی کسی نہ کسی شانِ محبوبیت پہ ناطق و شاہد نظر آتی ہیں۔ کوئی ایجاد آپ کی شانِ رحمت کی وسعت اور ہمہ گیری پہ دلالت کر رہی ہے تو کوئی آپ کے خداداد شانِ تصرف و قدرت پہ، کوئی تخلیق آپ کی خداداد شانِ سماعت پہ دلالت کر رہی ہے تو کوئی آپ کے خداداد و خدانما علم و معرفت پہ۔

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو   آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفٰے او را بہاست   یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے است

غرض اہلِ علم و صاحبانِ عشق نے ہر دور میں اپنے خالق و مالک کی اتباع اور سنت کی پیروی میں بزمِ کائنات کے صدر نشیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا تعریف و توصیف اور خصائص و امتیازات کے بیان میں متنوع انداز اور منفرد اسلوب اپنائے اور اپنے اپنے ذوقِ تحقیق، وسعتِ فہم، جولانیٔ طبع اور بوقلمونی

ظرف کے مطابق حقیقتِ محمدیہؐ کے بحرِ ناپیدا کنار میں غوطہ زن ہو کر معرفتِ محمدیہؐ کے موتی دامنِ تحقیق میں بھرتے رہے لیکن کوئی بھی اوصاف و کمالاتِ مصطفویؐ اور امتیازات و خصائصِ محمدیؐ کے اظہار و بیان کا حق ادا نہ کر سکا۔

پروفیسر ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر کا شمار بھی بلاشبہ ایسی ہی نابغہ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے جنہیں رب العٰلمین نے اپنے محبوب کی شانِ یکتائی کے اظہار و بیان میں اپنی ہم نوائی عطا کرتے ہوئے خصائص و امتیازاتِ مصطفویؐ کے بیان کے لیے منتخب فرمالیا پروفیسر موصوف کی زیرِ نظر تصنیف امتیازاتِ مصطفویؐ کے بیان میں متعدد اعتبارات سے ایک منفرد کاوش اور ایمان افروز تصنیف ہے۔ جہاں اس کتاب کا ایک ایک لفظ عشقِ مصطفٰےؐ کی چاشنی، ادب رسالت مآبؐ کی شیرینی اور غلامئ رسولؐ کی حلاوت سے لبریز ہے اور اسے بجا طور پر عشاقِ مصطفٰےؐ اور اہلِ محبت کے لیے ایک گراں قدر تحفہ قرار دیا جا سکتا ہے وہیں علمی و ادبی اور فنی اعتبار سے بھی اس کی حیثیت آسمانِ علم و ادب کے ایک درخشندہ ستارے کی ہے۔ تصنیف ہذا کے انہی خصائص نے اس موضوع پر جانے والی دیگر کتب سے اسے ممتاز و منفرد مقام عطا کر دیا ہے۔ فاضل مصنف دنیائے اسلام کے ایک نامور محقق اور معروف سکالر ہیں۔ آپ عالمِ عرب کی ان چند شخصیات میں سے ہیں جو فنِ حدیث میں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ نے امام شافعیؒ کی علمِ حدیث میں خدمات پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے اور عمرِ عزیز کا ایک طویل حصہ مذہب شافعی کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کیے رکھا۔ چنانچہ آپ کی اس وقت تک کم و بیش چودہ ضخیم کتب صرف امام شافعیؒ اور ان کے افکار و نظریات سے متعلق ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ایک عرصہ سے مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔ دیگر علوم و فنون پر اب تک منظرِ عام پر آنے والی کتب تقریباً بائیس ہیں۔

مصنف نے اپنے اختتامی کلمات میں اس کتاب کی وجہ تصنیف بیان کی ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ معرفتِ محمدیؐ اور عشقِ رسالت مآبؐ کو جزوِ ایمان سمجھتے ہیں اور اسلامی معاشرے کے استحکام اور بقاء و ارتقاء کے سلسلہ میں اس کی اہمیت و افادیت اور ناگزیریت پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں: "میں یہ سطریں تمام مخلوقات کے لیے لکھ رہا ہوں تاکہ وہ حبیبؐ و محبوب نبیؐ مکرم و شافع و مشفع اور اس برگزیدہ رسولؐ جو تمام جہانوں کے رب کا بھیجا ہوا ہے، کی قدر و منزلت اور آپ کے علوِ مرتبت کی پہچان کر سکیں۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"تاکہ آپؐ کی اتباع و اقتدار کے لیے بھرپور کوشش کر سکیں آپ کو عظیم نمونہ اور روشنی کا مینار بنالیں اور آپ کے علاوہ دائیں بائیں کسی اور کی اقتدا نہ کریں۔"

اسی طرح مقدمے میں کتاب کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تاکہ یہ چیز مسلمانوں کے ایمان کو حضورؐ کے بارے میں پختہ کرے اور غیر مسلموں کو اپنے عقائد پہ نظرثانی کی دعوت دے۔ عام مسلمانوں کو اس سے سکون و اطمینان ملے اور ان کے دل میں حضورؐ کی محبت اور آپ کا اشتیاق مزید بڑھے۔"

فاضل مصنف نے اس مقصد کے حصول کے لیے حضورؐ کے ننوا ایسے فضائل بیان فرمائے ہیں جو تمام انبیاء و رسل سے آپؐ کو ممتاز کرتے ہیں یعنی یہ امتیازات وہ ہیں جو حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا جیسی خصوصیات کے علاوہ ہیں۔ فاضل مصنف نے سرکارِ دو عالمؐ کا ہر امتیاز اور ہر خاصہ نصِ قرآنی اور حدیثِ صحیح سے ثابت کیا ہے اور اس سلسلے میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا ہے کہ بخاری و مسلم

ہی سے استنباط کیا جائے۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت اور قبولیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ عالم عرب کے عظیم محقق ڈاکٹر محمد عبدہٗ نے مصنف کی اس کاوش کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے

"مصنف نے عہد حاضر کے تقاضے پورے کرنے کے ساتھ ساتھ خصائص نبوی پر جو مواد جمع کیا اس کی نظیر نہیں ملتی"

کتاب کی انفرادیت اور افادیت و اہمیت کے پیش نظر ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کا اردو ترجمہ کیا جائے اور عالم عرب میں ہونے والی اس منفرد اور بینظیر کاوش کا فیض اہل پاکستان تک پہنچایا جائے۔ رب العزت نے اس ضرورت کی تکمیل کی سعادت جس شخصیت کو عطا کی وہ بھی حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق غلامی اور عشق و محبت کا ایک مجسم پیکر ہے۔ محترم مفتی محمد خان قادری مدظلہٗ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ایک عرصہ تک عامۃ الناس کے قلب و باطن میں عشق مصطفےٰ کی شمع فروزاں رکھنے اور امت مسلمہ کو اتحاد یک جہتی کی دعوت دینے والی تحریک "منھاج القرآن" کے بانی ارکان میں سے ہیں۔ لیکن یہاں اس حقیقت کو بیان کرنے میں بھی کوئی مذائقہ نہیں کہ انھوں نے ۲۱ مئی ۱۹۹۱ء سے قائد تحریک کے ساتھ بنیادی اختلافات کی وجہ سے منہاج القرآن سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اور اب مرکز تحقیقات اسلامیہ شادمان کے ڈائریکٹر اور حضرت سلطان باہوؒ ٹرسٹ کے زیر اہتمام جامعہ اسلامیہ لاہور (سمن آباد) کے شیخ الجامعہ کی حیثیت سے نونہالان ملت کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رب العزت نے قبلہ مفتی صاحب کو اسلام کی سربلندی، دین و ملت کے لیے جاں سوزی اور ملک و قوم کی فلاح و ترقی کے لیے جو جذبات عطا کر رکھے ہیں وہ

بہت کم علماء میں نظر آتے ہیں۔ وہ دن رات خدمتِ دین و ملت کے جذبے سے سرشار ہو کر تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں مگن ہیں۔ امتیازاتِ مصطفیٰ کی برکت سے رب العزت نے ان کے نوکِ قلم کو وہ جولانی عطا کر دی ہے کہ اب تک ماشاء اللہ درجن سے زائد کتابوں کے مصنف بن چکے ہیں۔ عربی کی شہرۂ آفاق کتب کے تراجم کے ضمن میں عالمِ عرب کے نامور محقق اور معروف سکالر ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی مکی کی تصنیف شفاء الفؤاد بزیارۃ خیر العباد کا اردو ترجمہ "درِ رسول کی حاضری" کے نام سے منظرِ عام پر آ چکا ہے۔ مستقل تصانیف میں سرکارِ دو عالم کے ظاہری حسن و جمال اور حلیہ مبارک کے بیان پر مشتمل تصنیف "شاہکارِ ربوبیت" واقعتاً علم و ادب کا ایک شاہکار ہے۔ اس موضوع پر اتنی جامع، مدلل، پُر تاثیر اور حلاوت آمیز کتاب آج تک اردو زبان میں نہیں چھپی۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے شہرۂ آفاق سلام کی شرح "شرحِ سلامِ رضا" نے مفتی صاحب کو اہلسنت کے کروڑوں عوام کے قلب و روح تک رسائی عطا کر دی ہے اور اعلیٰحضرت کے شارح کی حیثیت سے ان کا مقام دنیائے علم و ادب میں مسلّم ہو گیا ہے۔ مذکورہ بالا کتب کے علاوہ مفتی صاحب کی بعض فنی تصانیف بھی ہیں جن میں منہاج المنطق، منہاج النحو، معارف الاحکام (اصولِ فقہ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ رب العزت قبلہ مفتی صاحب کے علم و عمل اور خدمتِ دین کے جذبے میں بیش از بیش اضافہ فرمائے اور وہ اسی طرح متلاشیانِ علم اور اہلِ محبت کی تشنگی بجھانے کا سامان کرتے رہیں اور امتیازاتِ مصطفیٰ، شاہکارِ ربوبیت کی طرح دیگر تصانیف کے ذریعے امتِ مسلمہ کے عروقِ مُردہ میں عشقِ مصطفوی کی روح پھونکتے رہیں۔ رب العزت ان کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول

عطا فرمائے اور وہ فیوضات و توجہاتِ مصطفویؐ کے بیش از بیش سزاوار رہیں۔ آمین
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

احقر العباد
رانا جاوید القادری
مرکزِ تحقیقاتِ اسلامیہ، شادمان، لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وسلم تسلیماً کثیراً الیٰ یوم الدین !

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اور تمام مخلوق پر فضیلتیں عطا کیں اور خصائص عطا کئے وہ آپ کے علاوہ کسی اور نبی اور رسول کو عطا نہیں کیے گئے۔ نیز آپ پر جو احسانات اور شفقتیں فرمائیں اور جس اعزاز و اکرام سے آپ کو نوازا وہ آپ ہی کا امتیاز ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جو گواہیاں دیں، آپ کی تعریفیں بیان فرمائیں، آپ کے ہاتھ پر جو کرامات اور انعامات ظاہر فرمائے اور وہ شانیں جن کے ساتھ آپ کے خَلق اور خُلق دونوں کو کمال بخشا جن اسمائے مبارکہ سے آپ کو نوازا، غیب کی باتیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلع کیا اور آپ کو دشمنوں سے محفوظ کیا، ان کی اذیتوں پر آپ کی دلجوئی کی اور جو کچھ دنیا میں عطا کیا مثلاً آپ کے دین کو منتخب فرمایا اور اسے دوام بخشا اور آپ کو اپنا دین دے کر بھیجا، جو کچھ آخرت میں عطا فرمایا مثلاً علوِ مرتبت، بلندیٔ درجات، آپ کا شفیع ہونا، مقامِ محمود کا حامل ہونا

(نوٹ: یہ مقدمہ مصنف نے کتاب کی طباعتِ اوّل کے موقعہ پر لکھا)۔

حوضِ کوثر کا ساقی ہونا، شاہد ہونا، تمام مخلوق کا وسیلہ ہونا، صاحبِ منبر اور صاحبِ لواء (جھنڈا) ہونا، تمام انبیاء کا آپ کے جھنڈے تلے جمع ہونا نیز یہ کہ آپؐ کا اوّلین و آخرین کا سردار ہونا، آپؐ کا سب سے پہلے شفاعت کرنا، آپؐ کی شفاعت کا سب سے پہلے قبول کیا جانا اور آپؐ کی امت کا تمام انبیاء علیہم السّلام کی امتوں سے زیادہ ہونا یا جو کچھ آپؐ کو آپؐ کی امت کے حوالے سے عطا کیا گیا، مثلاً (دنیا میں) امت کا نام امّتِ مسلمہ رکھنا، اسے بہترین امّت بنانا، اس کا حق پر قائم رہنا، گمراہی پر جمع نہ ہوسکنا، اس سے اُن کلمات کے ساتھ کلام کرنا جن کلمات سے سابقہ انبیاء علیہم السّلام سے خطاب کیا اس کے اعمال میں زیادہ ثواب رکھنا، گذشتہ کتابوں میں اس کی مثل اور اوصاف بیان کرنا، اپنے نبی کی شان میں غلو سے محفوظ رکھنا، اللہ کی شان میں طعن سے بچانا، اس سے بوجھ اور مشقّت اٹھالینا، اور اس کے لیے دین کو سہل کرنا جبکہ آخرت میں اس کے حق میں آپؐ کو راضی کرنا، آپؐ کو دُکھ نہ دینا، اس امّت کے بدلے میں دیگر افراد کا فدیہ دینا، تمام امّت کا جنّت میں جانا، گذشتہ انبیاء علیہم السّلام کے حق میں اُن کی امتوں کے خلاف اس کا گواہی دینا جیسا کہ یہ امّت خود اپنے آپ پر گواہ ہے، اس کا دنیا میں آخری اور قیامت میں اوّل ہونا، اس کے ساتھ ایک خاص علامت کا ہونا یعنی یہ اس حال میں لائی جائے گی کہ اس کے افراد کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں نور سے چمکتے ہوں گے، اللہ کا ایک خاص علامت کو اس کے ساتھ مختص کرنا جس سے یہ اپنے رب کو پہچانے گی، اس امّت میں جنتیوں کے بوڑھوں کے دو سرداروں کا ہونا، جوانوں کے دو سرداروں کا ہونا اور جنّت کی عورتوں کی سردار کا ہونا جبکہ کفّار یہ تمنّا کریں گے کہ کاش وہ اس امّت میں سے ہوتے.....

یہ سب کچھ اور دیگر بے شمار امتیازات و خصائص جو اللہ ربّ العزّت نے اپنی مخلوق میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علاوہ کسی کو نہ تو مجموعی طور پر دیئے ہیں اور نہ ہی انفرادی طور پر۔ قرآن اور حدیث کا گہرائی سے مطالعہ کرنے والا مذکورہ بیان پر صراحت کے ساتھ بے شمار نصوص پائے گا۔

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جب بھی کوئی انسان اپنے کمال اور حُسن و جمال کے اعتبار سے ایسی صفات اور امتیازات کا حامل ہوتا ہے جو اس کے علاوہ کسی میں نہ پائی جاتی ہوں تو اس کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے، اس کی شان بلند ہوتی ہے اور وہ اعزاز و اکرام نیز عزت و احترام کا مستحق ہو جاتا ہے، تو اس ہستی کی کیا شان ہو گی کہ جس میں ایسی صفات، کمالات اور امتیازات پائے جاتے ہوں جو (اور تو اور) اُن انبیاء و رسُل میں بھی نہ پائے جائیں جو مخلوق میں بہترین، بنی نوع انسان کے سردار، نیز انسانون میں کامل ترین اور افضل ترین ہیں۔ یہ بات بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ مرتبے اور عظیم درجات پر دلالت کرتی ہے۔

جب خود اُس اللہ نے کہ جو یہ ساری فضیلتیں عطا فرمانے والا ہے ان صفات، کمالات اور شانوں کو دیگر انبیاء علیہم السّلام کی بجائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ساتھ خاص کیا ہے تو یہ بات بلا ریب اُس کی بارگاہ میں آپ کی فضیلت، علوِ مرتبت اور بلندیٔ شان پر دلالت کرتی ہے۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء علیہم السلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے عہد لیا۔ آپ کو اُن سب سے بہتر، اُن کا سردار، اُن کا خطیب، انہیں خوشخبری دینے والا، اُن کا گواہ، اُن کے حق میں اور ان کے اُمتیوں کے خلاف گواہی دینے والا بنایا۔

یہ سب کچھ اور اس کے علاوہ بے شمار خصائص جس کا کچھ حصّہ ہم انشاء اللہ بیان کریں گے، بلا شک و شبہ اور قطعی طور پر حضور علیہ السلام کی رفعتِ قدر اور آپ کے اس عظیم درجے کے ساتھ خاص (اُس پر متمکن) ہونے پر دلالت کرتا ہے کہ جس تک کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکا اور نہ ہی کوئی نبی اور رسول۔

انسان سامنے نظر آنے والی چیز کی شان بیان کر سکتا ہے اور کسی کے اوصاف کا بیان سُن کر (قلباً) اس کے قریب ہو سکتا ہے لیکن کوئی فردِ بشر، بشمول صحابہ کرامؓ

کے اتنی بزرگی کے حامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان نہیں کر سکا۔ خواہ وہ خُلقی اور خَلقی صفات ہوں خواہ کمال صفات، خواہ آپ کے امتیازات اور اخلاق میں آپ کی بلندی اور عظمت ہو، خواہ فی نفسہٖ آپ کی انفرادیت ــــ اور پھر جب لوگ اعلیٰ صفات سے متصف کسی آدمی کے قریب ہوتے ہیں اور اس سے تعلق قائم کرتے ہیں تو اس ہستی (سے تعلق) کے بارے میں سوچیے جو (اپنی صفات اور کمالات میں) عام مخلوق تو انبیاء علیہم السلام سے بھی ممتاز ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہم انشاء اللہ آئندہ صفحات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ایسے امتیازات کا ذکر کریں گے جو آپ کو دیگر انبیاء علیہم السلام سے ممتاز کرتے ہیں۔ تاکہ یہ چیز مسلمانوں کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ویقین کو پختہ کرے اور غیر مسلم کو اپنے عقائد پر نظرثانی کی دعوت دے۔ پس مسلمان کو اطمینان اور سکون ملے؛ اُس کے ایمان (کے درجات) میں اضافہ ہو، اُس کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور آپ کا اشتیاق مزید بڑھے اور وہ خود کو آپ کی صفات کے زیور سے آراستہ کرے۔ یعنی آپ کی اتباع میں کمال حاصل کرے، کیونکہ اسے اسی شے کی دعوت دی گئی ہے جبکہ غیر مسلم کو آپ پر ایمان لانے، آپ کے لائے ہوئے قرآن کی تصدیق کرنے اور آپ کے دین والے عقائد رکھنے کے ساتھ ساتھ، جس کا کہ اُن کے انبیاء علیہم السلام کی طرف سے اُن سے عہد لیا گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوالِ مبارکہ کے مطالعہ کی دعوت دی جاتی ہے۔

پس اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ اور عظمت وبزرگی کی ایک دھندلی سی تصویر کھینچ سکوں تو یہی میرا مقصود ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ میں نے اس کی بھرپور کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ لغزشوں اور خطاؤں پر مجھے معاف کرے۔

میں نے اس کتاب میں جو بھی حدیث بیان کی ہے اس پر اعتقاد رکھنے میں قاری کے قلبی سکون اور اطمینان کے لیے اس کا مکمل حوالہ بیان کیا ہے

جو حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا اُن میں سے کسی ایک میں ملی، میں نے اسے کہیں اور تلاش نہیں کیا۔ اور نہ ہی، چند مستثنیات کے علاوہ، ان دو کے علاوہ کسی اور کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ جمیع کُتبِ حدیث میں صحیح ترین یہی دو کتابیں ہیں۔ اور جو حدیث ان میں مذکور ہو وہ صحت کے بلند درجوں کی حامل ہے۔ اور جو حدیث ان میں نہ ملی اسے دیگر کُتب سے متقدمین کی تحسین اور تصحیح کی حامل دیکھ کر نقل کر دیا۔ میں نے اس باب میں کوئی ضعیف حدیث بھی نقل نہیں کی کیونکہ میرے پاس الحمدللہ خاصی اور کافی مقدار میں احادیثِ صحیحہ موجود تھیں۔ نیز یہ کہ میں نے صرف نصوص کا ذکر کیا ہے۔ نہ تو الا ما شا [illegible] ن کی طرف توجہ دی اور نہ ہی اہلِ علم کے اقوال نقل کیے۔ کیونکہ میرا مقصد صرف وصف بیان کرنا ہے نہ کہ ان کی تفسیر۔ لہٰذا صرف استدلال اور اختصار سے کام لیا ہے تاکہ بحث لمبی نہ ہو۔

میں نے اس کتاب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا ہے:

فصل اوّل: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مبارکہ میں پائی جانے والی وہ شانیں جن سے اللہ نے آپؐ کا اکرام فرمایا۔

اس فصل کے دو حصے ہیں:

(۱) وہ کمالات جن سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوازا۔

(۲) وہ کمالات جن سے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوازا۔

: نوازشات جن سے اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے حوالے سے آپؐ کو نوازا۔ اس کے بھی دو حصے ہیں:

(۱) وہ کمالات جن کے ذریعے اللہ رب العزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حوالے سے دنیا میں آپؐ کا اکرام فرمایا۔

(۲) وہ امتیازات جن کے ذریعے اللہ رب العزت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے حوالے سے آخرت میں آپؐ کا اکرام فرمایا۔

میں اللہ تعالیٰ سے قول میں سچائی، عمل میں اخلاص اور اس کی اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت مانگتا ہوں اور اس سے وہ چیز طلب کرتا ہوں جس کے ساتھ وہ اپنے صالح بندوں سے راضی ہوتا ہے۔ نیز دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ کا سچا خادم بنائے۔

یقیناً انسان سے لغزشیں ہوتی ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ ہمیں، ہمارے والدین، ہمارے مشائخ، نیز انہیں بھی کہ جن کا ہم پر حق ہے، معاف فرمائے اور میں ربِ کریم سے سوال کرتا ہوں کہ اس کتاب کو خالص اور اُس دن نفع دینے والا ذخیرہ بنائے۔ جب نہ تو مال نفع دے گا، نہ ہی اولاد۔ بے شک وہ بہت ہی اچھا مالک اور دوست ہے اور وہ کیا ہی پیارا مددگار ہے۔

وَآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين —!

وَصلّى الله وسلّم وبارك على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلّم

المدینۃ المنورہ ——— ربیع الاوّل ——— ۱۴۰۰ھ

ابوابراھیم

خلیل ابراھیم ملا خاطر

باب اوّل

ان خصائص کے بیان میں جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دنیا میں نوازا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء علیہم السلام سے جن خصوصیات کی وجہ سے امتیاز بخشا ہے وہ انشی سے بھی زائد ہیں۔ اس مختصر سی کتاب میں ان پر تفصیلاً گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ آپ کی حیاتِ طیبہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مقامات اور خصائص کا احاطہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے ممکن نہیں (اور یہ بھی واضح رہے) کہ مخصوص اوصاف کے ساتھ آپ ہی کی ذاتِ انور متصف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اوصافِ کاملہ آپ ہی کے ساتھ مختص کر دیئے ہیں اور آپ کو ایسا منفرد بنایا کہ اس کی مثال نہیں۔ عالمِ دنیا میں ظہور سے پہلے صرف آپ کے اوصاف کا تذکرہ کیا اور وجودِ مصطفوی کی تخلیق کے بعد ان بے مثل اوصاف سے نواز دیا۔

لہٰذا ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کے علاوہ یہ اوصاف و خصائص کسی اور نبی میں نہیں پائے جا سکتے۔ یہاں ہم ان مقاماتِ عالیہ میں سے بعض کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱۔ اللہ ربّ العزت کا تمام انبیاء و رُسل سے آپ پر ایمان کا عہد

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء اور رسولوں سے یہ عہد لیا کہ اگر اُن کی حیاتِ دُنیوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہُوئی تو وہ آپ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آپ کی اتباع اور مدد کریں گے۔ جبکہ ان انبیاء سے یہ عہد بھی لیا گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی اُمت سے بھی یہی عہد لیں گے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

اور (یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب تم کو کتاب و حکمت سے سرفراز کروں پھر تمہارے پاس یہ رسول آئے۔ اس کتاب کی تصدیق کرنے والا جو تم کو دی گئی ہے تو تم اس رسول پر ضرور ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد لازماً کرو گے (مزید تاکیداً) فرمایا کیا تم (سب پیغمبروں) نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا (اگر تم خود اس نبی کو پاؤ تو اس کی تصدیق کرو ورنہ اپنی امت کو تاکید کر جاؤ کہ بعد میں آنے والے پیغمبر کی تصدیق کریں۔ پیغمبروں کے میثاق میں ان کی امت بھی شامل ہے سب پیغمبروں نے) عرض کیا ہم نے اقرار کیا (کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہیں گے اور اپنی امتوں کو اس عہد پر قائم رہنے کی تاکید کریں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو (اس عہد و پیماں کے) تم گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

امام طبری، حافظ ابن کثیر اور دیگر جلیل القدر مفسرین نے حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، قتادہ، مہدی، حسن اور طاؤس سے نقل کیا ہے۔

ما بعث الله نبياً من الانبياء من لدن نوح الا اخذ ميثاقه ليؤمنن بمحمد صلى الله عليه وسلم ولينصرنه ان

اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی اس کائنات میں مبعوث فرمایا اس سے یہ عہد لیا کہ اگر آپ کی زندگی میں حضور علیہ السلام کی تشریف آوری ہو جائے تو وہ آپ

خرج وهم احياء | پر ایمان لاتے ہوئے آپ کی مدد کرے گا۔

یہی وجہ ہے کہ ہر نبی آپ کی تشریف آوری، زمانہ بعثت، آپ کے مقام ہجرت اور علامات واوصاف کا علم رکھتا تھا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انی عند اللہ لخاتم النبیین	میں اللہ کے ہاں اس وقت سے
وان آدم لمنجدل فی طینتہ	خاتم النبیین ہوں جب آدم علیہ السلام
وسأخبركم باول امری انا	ابھی مٹی کے درمیان تھے تم کو یہ اطلاع
دعوة ابراهيم وبشارة عيسیٰ	دیتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام
ورؤيا امی التی رأت حين	کی دعا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارۃ
وضعتنی وخرج منها نور	اور اپنی والدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں
ساطع اضاءت منه قصورا	جو انہوں نے ولادت کے موقع پر دیکھا
الشام	تھا۔ آپ کی ولادت کے موقع پر اتنا
مسند احمد ۴: ۲۱۷	نور چمکا کہ اس سے شام کے محلات روشن
	ہو گئے۔

دعائے ابراہیمی سے ربنا وابعث فیهم رسولا منهم (اے اللہ ہم میں اب اپنا رسول مبعوث فرما) اور بشارتِ عیسیٰ سے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (میں تمہیں اپنے بعد آنے والے عظیم رسول کے بارے میں خوشخبری دیتا ہوں جن کا اسم گرامی احمد ہوگا) مراد ہے۔

۲۔ اہلِ کتاب کو آپ کے بارے میں کامل علم تھا

سابقہ جتنی امتوں پر کتاب نازل ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علم

کامل رکھتی تھیں حتیٰ کہ انہیں یہ بھی علم تھا کہ آپؐ کا مقامِ بعثت، زمانۂ بعثت اور مقامِ ہجرت کونسا ہوگا؟ چونکہ ان کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اوصاف اور آپؐ کی امت کے اوصاف کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہوا تھا حتیٰ کہ اُن کے پاس آپؐ کے انکار کی کوئی دلیل و حجت نہ رہی تھی۔

درج ذیل ارشاداتِ باری تعالیٰ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ

یہ اہلِ کتاب آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے کافروں کے خلاف (آپؐ کے مبارک وسیلہ) سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح کی دعا کرتے تھے۔ پس جب آپؐ تشریف لائے تو انہوں نے نہ پہچانتے ہوئے آپؐ کا انکار کر دیا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امّی ہے جس (کے ذکر مبارک) کو وہ اپنے ہاں توریت و انجیل میں لکھا ہوا تھا پاتے وہ ان کو نیک کام کرنے کا حکم دیتے اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور سب پاک چیزیں ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ طوق (یعنی قیود) جو ان پر (ان کی نافرمانیوں کے باعث) لگائے گئے تھے اتار دیتے ہیں۔

تیسرے مقام پہ ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے یقیناً وہ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو اور ان میں ایک فرقہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔ اور وہ جانتے ہیں

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے کسی نے آپؐ کے اوصاف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کے اوصاف کا تذکرہ قرآن سے پہلے توراۃ میں بھی تھا وہاں جن الفاظ سے آپؐ کو خطاب تھا وہ یہ ہیں:

"آپؐ میرے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔ آپؐ کا نام میں نے متوکّل رکھا ہے آپؐ نہ نفرت دلانے والے ہیں اور نہ سخت ہیں۔ اور نہ ہی بازار میں اونچی آواز کرنے والے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی کے ساتھ نہیں دیتے ہاں عفو و مغفرت سے کام لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک انہیں موت نہیں عطا فرمائے گا جب تک یہ ملّت توحید کے پیغام لا الٰہ الّا اللہ سے سرشار نہیں ہو جائے گی۔ اندھی آنکھیں، بہرے کان، زنگ آلود دل اس کی نگاہ سے فیض یاب ہوں گے البخاری، کتاب البیو

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عموریہ کے سب سے بڑے عالم سے اپنے پادریوں کی زندگی میں تضاد کا تذکرہ کیا اور کہا میری کسی کامل کے بارے میں رہنمائی کی جائے۔ تو اس نے کہا:

"اے بیٹے اللہ کی قسم آج دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جس کی صحبت میں جانے کا میں کہوں۔ ہاں دینِ ابراہیمی پر مبعوث ہونے والے پیغمبر

کے سایہ فگن ہونے کا وقت قریب ہے ۔ عرب کی سرزمین پر اُن کا ظہور ہوگا ان کا مقام ہجرت کھجوروں کی جگہ (مدینہ طیّبہ) ہے ۔ جو کہ مشہور ہے ۔ ہدیہ قبول فرمائیں گے ، صدقہ نہیں کھائیں گے ۔ اُن کے دونوں شانوں کے درمیان مہر ختمِ نبوّت ہوگی ۔

فَاِن استطعت ان تلحق	اے سلمانؓ اگر ہوسکے تو ان کی
بتلکَ البلاد فافعل	بستی میں جا (تاکہ تو اپنے مقاصد کو
مسند احمد ، ۵ : ۴۴۳ ، ۴۴۴	پالے ۔

۳- حضرت آدمؑ کا جسدِ اطہر تیار ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا

آپؐ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آدم علیہ السّلام کی تخلیق سے قبل نبوّت کے درجے پر فائز تھے ۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

انی عند اللہ لخاتم النبیّین	میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت
وان آدم لمنجدل فی طینتہ	سے خاتم النبیین ہوں جب آدم
مسند احمد ، ۴ : ۱۲۷	علیہ السلام ابھی مٹّی کے درمیان تھے ۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا :

متیٰ کنت نبیاً ؟	آپؐ کو نبوّت کے درجہ پر کب فائز کیا گیا ؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا :

وآدم بین الروح والجسد	میں اس وقت نبی تھا جب آدم

علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان

تھے۔

اسے امام احمد، امام حاکم اور دیگر ائمہ نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ ؟ — اے اللہ کے رسول آپؐ کو نبوت کب ملی ؟

فرمایا:

وآدم بین الروح والجسد — ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

سنن ترمذی، کتاب المناقب

مذکورہ روایت امام ترمذی اور امام حاکم نے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا:

متی جعلت نبیاً ؟ — آپؐ کو کب نبی بنایا گیا ؟

قال وآدم بین الروح والجسد — فرمایا جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

بمسند احمد، ۴ : ۲۷۹

۴۔ پہلا مسلمان ہونا

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بھی لوگوں پر واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر اس کائنات میں سب سے پہلے ایمان لانے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [1]

تم فرماؤ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔ تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں اور ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

دوسرے مقام پر ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ [2]

تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہاں کا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم ہے اور میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ [3]

آپ فرما دیجئے کہ مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کروں محض اس کے لیے اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔

۵۔ آپ کا خاتم النبیین ہونا

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس پر سلسلۂ نبوت و رسالت اور آپ

---

[1] الانعام: ١٤   [2] الانعام: ١٦٢، ١٦٣   [3] الزمر: ١١، ١٢

کے دینِ اسلام پر ادیانِ سماویہ کو ختم فرما دیا جس طرح آپؐ کے دین کے بعد کوئی دین نہیں اسی طرح آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [1]	محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة من زوایاه فجعل الناس یطوفون به و یعجبون له و یقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین [2]	میری اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک حسین و جمیل مکان بنایا مگر گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی لوگوں نے جب اس مکان کو ملاحظہ کیا پسند کرتے ہوئے کہا کہ تو نے اس جگہ کو خالی کیوں رکھا ہے (کاش تو اسے بھی پُر کر دیتا تو مکان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جاتا) آپؐ نے فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں :

فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبیاء [3]	وہ اینٹ کی جگہ میں ہی ہوں ۔ جب میری آمد ہو گئی تو نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا

---

[1] الاحزاب : ۴۰ [2] البخاری ، باب خاتم النبیین ۔ المسلم ، کتاب الفضائل [3] المسلم ، کتاب الفضائل

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرمایا:

"ایسا ہولناک منظر ہوگا نفسی نفسی کے عالم میں تمام لوگ انبیاء کے پاس جائیں گے مگر کوئی بھی سفارش کی حامی نہیں بھرے گا اس کے بعد تمام لوگ میرے پاس آکر یوں گویا ہوں گے۔

یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء وقد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک [1]	اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ کو اگلے اور پچھلے تمام گناہوں (اگرچہ نہیں) کی معافی کی خوشخبری دی ہے۔ اس لیے آپ اللہ کے حضور آج ہماری سفارش فرمائیں۔"

۶۔ آپ رسول الاسلام ہیں

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خصوصی فضل و لطف کی وجہ سے اپنے پسندیدہ دینِ اسلام کا نبی اور رسول بنایا اور یہی وہ دین ہے جس کی دعوت تمام انبیاء دیتے رہے اور تمنا کرتے رہے کہ اسی پر ہمارا او ل ہو اور یہ کتنی قابلِ عظمت بات ہے کہ آپ کو اس پسندیدہ دین کے لیے منتخب فرمالیا۔ اور آپ کے متبعین کو مسلمان کہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ [2]	اب پسندیدہ دین تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک

---

[1] البخاری، کتاب التفسیر: المسلم، کتاب الایمان   [2] آل عمران: ۱۹

اسلام ہی ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [۱]

اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواہش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں رہے گا۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ ھٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ [۲]

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسے جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تم کو پسند فرمایا اور دین میں تم پر کوئی تنگی (روا) نہ رکھی یہی تمہارے باپ حضرت ابراہیم کا دین ہے اللہ رب العزت نے تمہارا نام (پہلی) اگلی کتابوں اور اس (قرآن مجید) میں مسلمان رکھا ہے تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہی دو پس تم نماز قائم رکھو۔

جو شخص بھی ہدایت کا متلاشی ہے وہ اسلام کی طرف آئے کیونکہ اسلام کی راہ پر چلنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور کی رہنمائی میں چلنا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ [۳]

پس جس کو اللہ ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔ (یعنی کشادہ کر دیتا ہے)

---

[۱] آل عمران: ۸۵ [۲] الحج: ۷۸ [۳] الانعام: ۱۲

ایک اور مقام پر ہے :

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ [۱]

بھلا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کشادہ کر دیا ہو وہ تو اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے ۔

۷ ۔ حضور علیہ السلام کا تعلق انبیاء سے ان کی امتوں سے بڑھ کر ہے

جب یہود و نصاریٰ نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہم میں سے ہیں تو اللہ جل مجدہٗ نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ان کا تعلق تم سے نہیں بلکہ ان کے ساتھ میرے محبوب کریم اور آپ کے امتیوں کا تعلق ہے ۔ کیونکہ یہ ہی آپ کی سنّت پر چلنے والے ہیں ۔

یہود و نصاریٰ نے دینِ ابراہیمی کو تبدیل کر دیا اور کفر کی راہ اختیار کی لہٰذا سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ان میں سے نہیں ہو سکتے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

مَا کَانَ اِبْرَاهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ

(سنو) ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی وہ تو سیدھی راہ پر چلنے والے مسلمان تھے اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے بے شک لوگوں میں سے ابراہیم کے ساتھ

---

[۱] الزمر : ۲۲

لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَ ھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؎۱

زیادہ نزدیک وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور (ابراہیم علیہ السلام سے خصوصی نسبت کے مستحق) یہ نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔

یہ تعلق کا تذکرہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تھا۔ اب آئیے بنی اسرائیل کے جلیل القدر اور مشہور دو پیغمبروں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ آپ کو جو تعلق ہے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا اولی الناس بعیسی ابن مریم فی الدنیا والاخرۃ ؎۲

مجھے عیسیٰ علیہ السلام سے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قرب حاصل ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ نے ملاحظہ فرمایا

نوجد الیھود یصومون یوم عاشورۃ

یہ قوم یہود عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ السلام نے ان سے اس دن روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا:

ھٰذا الیوم الذی اظھر اللہ فیہ موسٰی وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیماً لہ۔

یہ عاشورہ کا دن ہی وہ دن تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو حکومت و اقتدار

؎۱ آل عمران: ۶۷، ۶۸ ؎۲ البخاری؛ باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام

عطا کیا اس لیے ہم اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔

اس پر آقائے دوجہاں نے فرمایا

فنحن اولی بموسیٰ منکم "اے یہود ہمارا تعلق سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ ہے۔"

اور یہ کیسے ... نصاریٰ نے کتابوں میں ترمیم و اضافہ کیا ان کے بارے میں ... عقیدے گھڑے جن کا ... نے حکم نہیں دیا اور انہوں نے حضور علیہ السلام ذکر ... تھا۔ اس کا ... نکال کر دیا تو ان امور کے ہوتے ہوئے یہود کا ان دونوں پیغمبروں کے ساتھ کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔

۸۔ آپ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام سے زیادہ قرب عطا کیا اسی طرح بلکہ بڑھ کر اس نے آپ کو آپ کی امت کے افراد کے ساتھ قرب عطا فرمایا۔ حتیٰ کہ آپ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اور آپ کی ازواج مطہرات کو تمام مومنوں کی مائیں قرار دیا۔ آپ کے وصال کے بعد ان کے ساتھ کسی کا نکاح درست نہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیویاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ نبی کریم کی ذات مقدس مومنوں

ـه البخاری، کتاب الانصار

مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ [۱]	کی جانوں سے بھی بڑھ کر ان کے قریب ہے۔ اور آپ کی ازواج تمام مومنوں کی مائیں ہیں ۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْآ اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا [۲]	اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بی بیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انا اولی بالمومنین من انفسھم [۳]	میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں ۔

بخاری شریف کی روایت کے الفاظ ہیں:

ما من مؤمن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والآخرۃ و اقرؤوا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم [۴]	کوئی مومن ایسا نہیں جس کے ساتھ میں دنیا و آخرت میں قریب نہیں اس پر (دلیل کے طور پر) یہ آیت مبارکہ شاہد ہے النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اسی بارے میں سرکار دوجہاں کا ارشاد روایت

---

[۱] الاحزاب : ۶

[۲] الاحزاب : ۵۳

[۳] البخاری، کتاب الکفالۃ

[۴] البخاری، کتاب الاستقراض

کرتے ہیں۔

انا اولی بکل مؤمن من نفسہ [1] — میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

مومنین کے ساتھ آپؐ کی اولویت کا معنی یہ ہے کہ آپؐ ہر معاملہ میں ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور ان پر رحمت و رأفت کا سایہ ہیں۔ قرآن کی یہ آیت بھی شاہد ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ [2] — تمہارے پاس تم میں سے ایک برگزیدہ رسول آگیا تمہاری تکالیف و پریشانیاں اس پر گراں گزرتی ہیں تمہارا وہ نہایت خیرخواہ ہے اور مومنین پر اس کی ذات نہایت مہربان اور رحیم ہے۔

۹۔ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان آپؐ ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر جو احسانات فرمائے ہیں ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سب سے بڑا اور اعلیٰ احسان ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے علاوہ کسی کے لیے احسان کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ — بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا ہی احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو آیتیں پڑھ پڑھ

---

[1] المسلم، کتاب الجمعہ
[2] التوبہ، ۱۲۸

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ [۱]

کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور رسول کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ [۲]

وہی (تو) ہے جس نے عرب کے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں سے ایک رسول بھیجا جو ان (لوگوں کو) اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور رسول کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

سورۃ الحجرات میں آپؐ کے لائے ہوئے دینِ اسلام کے بارے میں فرمایا:

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ [۳]

یہ لوگ آپؐ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ آپؐ فرما دیجئے کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ یہ تو اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا راستہ بتا دیا اگر تم سچے ہو۔

سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرۂ انور سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

---

[۱] آل عمران: ۱۶۴
[۲] الجمعہ: ۲
[۳] الحجرات: ۱۷

ما اجلسکم ؟ — آج تمہارا بیٹھنا کس۔

انہوں نے عرض کیا :

جلسنا نذکر اللہ و نحمدہ — آج ہم بیٹھ کر اس رب کی حمد و ذکر کر

علی ھدانا لدینہ ومن علینا[1] — رہے ہیں جس نے فقط اپنے فضل وکرم

سے اپنا محبوب کریم ہمیں عطا کیا اور اپنے دین کے ماننے کا شرف بخشا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا :

ان اللہ عزوجل یباھی بکم — تمہارے اس عمل پر اللہ اپنے فرشتوں

الملائکۃ[1] — میں فخر فرما رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس احسان کو صحیح طور پر صحابہ نے پہچانا اور اس کا حق ادا کیا۔ یہاں تک کہ ہر شئی کو اللہ اور اس کے رسول کا احسان تصور کرتے تھے یہی وجہ ہے جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کوئی چیز بطور تالیفِ قلب عنایت فرماتے تو وہ پکار اٹھتے :

اللہ و رسولنا امن[2] — اللہ اور اس کا رسول احسان فرمانے والے ہیں۔

۱۰۔ آپ مخلوقِ خدا سے افضل اور اولادِ آدمؑ کے سردار ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بلند و عالی مرتبہ پہ فائز فرمایا ہے۔ اور تمام انسانوں میں منتخب اور اپنا محبوب بنایا۔ آپ تمام مخلوق کے

---

[1] المسلم، کتاب الذکر والدعا

[2] البخاری، کتاب المغازی

رسول، انبیاء علیہم السلام کے امام اور ان کے سردار ہیں۔ وذلك فضل الله یؤتیه من یشاء۔

واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا:

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیلؑ میں سے کنانہ اور کنانہ میں سے قریش اور قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا"[1]

مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے:

انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم فرقة ثم جعلهم فرقتین فجعلنی فی خیرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبیلة ثم جعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم بیتا وخیرهم نفسا رواه الترمذی وحسنه[2]	میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب رسول اللہ تعالیٰ نے جب تمام مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا مجھے ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جب انسانوں کو قبائل میں تقسیم فرمایا مجھے بہتر قبیلہ عنایت فرمایا پھر انہیں جب خاندانوں میں تقسیم فرمایا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں بنایا۔

امام ترمذی نے عباس بن عبد المطلب سے بھی ایک روایت ذکر کی ہے اور اسے بھی حسن قرار دیا ہے۔

---

1. المسلم، باب فضائل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
2. الترمذی، کتاب المناقب

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سید الاولین والآخرین ہونے پر متعدد احادیث شاہد ہیں اس مقام پر فقط متوجہ کرنے کے لئے بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ مبحث ثانی میں اس پر تفصیلی گفتگو آئے گی۔

امام ترمذی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور امام اعظمؒ نے سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

انا سید ولد آدم ولا فخر [۱]	میں اولادِ آدم کا سردار بنایا گیا ہے اور مجھے اس پر فخر نہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ای رب خلقتنی سید ولد آدم ولا فخر (رواہ احمد و ابویعلی والبزار و رجالہ ثقات) [۲]	اے پروردگار تو نے مجھے اولادِ آدم کا سردار بنایا ہے میں اس پر فخر نہیں کرتا۔

سیدنا ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا سید الناس یوم القیامۃ [۳]	میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولاد آدم کے سردار اور مخلوق میں منتخب ہیں آولین و آخرین آپؐ کی حمد و تعریف کریں گے، قیامت کے دن حضرت آدمؑ اور تمام مخلوق آپؐ کے مبارک جھنڈے کے نیچے ہوگی۔

---

۱ المسلم، کتاب الفضائل، الترمذی، کتاب التفسیر

۲ مسند احمد، ۱ : ۴، ۵

۱۱۔ آپ کی طاعت و بیعت اللہ ہی کی طاعت و بیعت ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کی طاعت و بیعت کو اپنی طاعت و بیعت قرار دیا ہے۔ اور جس طرح آپ کی اطاعت بلکہ آپؐ کی اتباع کو اپنی محبت کا واحد ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس سے پہلے یہ درجہ کسی نبی کو عطا نہیں ہوا۔

ارشاد ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ[1]

جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ ہی کا حکم مانا (اس اعلان کے بعد بھی) جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ؕ[2]

(اے رسولؐ) بے شک جو لوگ آپؐ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ گویا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر جو کوئی عہد توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہوگا۔ اور جو اللہ سے اپنا اقرار پورا کرے (اور مرتے دم تک اسی پر قائم رہے)، تو اللہ ان کو عنقریب بڑا اجر دے گا۔

---

[1] النساء: ۸۰ [2] الفتح: ۱۰

تیسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ [۱]

(اے محبوب) فرما دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانو پس اگر وہ نہ مانیں تو اللہ کافروں سے ذرا محبت نہیں کرتا۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ [۲]

اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا [۳]

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا تو اللہ اس کو دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا وہ اس میں ہمیشہ رہیگا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے اس کو اپنی محبت کا سبب قرار دیا اور فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [۴]

(اے محبوبؐ) فرما دیجئے اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم کو محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

---

[۱] آل عمران : ۳۲
[۲] آل عمران : ۱۳۲
[۳] النساء : ۱۴
[۴] آل عمران : ۳۱

جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہتے ہیں کہ مجھے اسی طرح احنان، بنایا جائے جس طرح نصارٰی نے عیسٰی علیہ السلام کو بنا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے متصلاً دوسری آیت نازل فرمائی۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ[1]

(اے محبوبؐ) فرما دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

۱۲۔ آپؐ پر ایمان اللہ تعالیٰ کی ذات کے ایمان کے ساتھ متّصل ہے

آپؐ کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پہ ایمان کے ساتھ آپؐ پر ایمان کو متّصل ومشروط فرما دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے مگر آپؐ پہ نہیں تو کافر ہوگا۔ اس طرح ایمان کے اتّصال کا تذکرہ کسی نبی کے بارےمیں نہیں۔

ارشاد فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ[2]

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پہ اور اس کے رسولؐ پہ

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ[3]

تم اللہ اور اس کے رسولؐ پہ ایمان لاؤ اور جس مال میں تم کو (اللہ نے) نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو۔

---

[1] ال عمران : ۳۲
[2] النساء : ۳۲
[3] الحدید : ۷

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا [1]

بے شک مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر (اس میں ذرا) شک نہیں کرتے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ [2]

پس اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر ایمان لاؤ (جو بنیاد ایمان ہیں) جو اللہ پر اور اس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ [3]

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی بات بتاؤں جو تم کو آخرت کے دردناک عذاب سے بچالے۔ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

۱۳۔ آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں

اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپؐ کو اپنی اُمت کے لیے رؤف و رحیم بنایا ہے اسی طرح آپؐ کو تمام مخلوق (خواہ مومن ہو یا کافر) کے لیے سراپا رحمت بنایا۔

ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [4]

(اے رسولؐ) ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الحجرات: ۱۵

[2] الاعراف: ۱۵۸

[3] الصف: ۱۰/۱۱

[4] الانبیاء: ۱۰۷

یاایہاالناس انما انا رحمۃ مھداۃ [۱]

اے لوگو میں تمہارے لیے سراپا رحمت و ہدایت ہوں۔

امت کے لیے رؤف و رحیم ہونے کے بارے میں قرآن مجید میں ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [۲]

بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آئے۔ جو تکلیف تم کو پہنچتی ہے (وہ تم سے زیادہ) ان پر گراں گزرتی ہے۔ اور تمہارے لیے تو وہ رحمت و خیر کی فراوانی کے طالب رہتے ہیں اور مومنوں کے حق میں نہایت شفیق اور مہربان ہیں۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ [۳]

اور اس کے باوجود ان میں سے بعض نبی کو ایذا دیتے ہیں (بدگوئی کرتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ وہ ہر کسی بات پر کان دھر کر سن لیتا ہے۔ آپ فرما دیجئے (کہ ہاں) تمہاری بھلائی کے لیے وہ کان لگا کر سنتے ہیں۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور تم میں ایمان والوں کے لیے سراپا رحمت ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کے رسول کو (اپنی بدگوئی، کج فہمی سے) ایذا دیتے ہیں تو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

---

[۱] المستدرک ۱ : ۳۵

[۲] التوبہ : ۱۲۸

[۳] التوبہ : ۶۱

امتِ مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے کتنی بڑی رحمت ہے کہ اس امت کے اختتام سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال عطا فرمایا تاکہ آپ امت کے لیے آخرت میں بہتر انتظام فرما سکیں۔

اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انّ اللہ عزوجل اذا ارادہ	جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کا
رحمۃ امۃ من عبادہ	ارادہ کرتا ہے تو اس کے نبی کو وصال
قبض نبیھا قبلہ فجعلہ	عطا کر دیتا ہے تاکہ وہ نبی پہلے جا کر اس
لھا فرطاً و سلفاً بین یدیھا	امت کے لوگوں کے لیے انتظام کرے
واذا اراد ھلکۃ امۃ عذبھا	(خواہ وہ قبر ہو یا حشر) اور جب اللہ
و نبیھا حی فاھلکھا و	تعالیٰ کسی قوم کے بارے میں عذاب و
ھو ینظر فاقر عینہ بھلکتھا	گرفت کا ارادہ کرے تو اس کو ان کے
حین کذبوہ و عصوا امرہ[1]	نبی کے سامنے ہلاک کر دیتا ہے۔ چونکہ

انہوں نے اس نبی کی تکذیب کی ہوتی ہے اور اس کے حکم کی نافرمانی لہٰذا اس ہلاکت کے ذریعے اس نبی کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ ٹھنڈک عطا کرتا ہے۔

بلکہ آپؐ کی تمام حیات مبارکہ کو امت کے لیے سراپا خیر و برکت اور رحمت بنایا۔

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

حیاتی خیر لکم تحدثون	میری ظاہری حیات بھی تمہارے لیے
و یحدث لکم و وفاتی	بہتر اور میرا وصال بھی تمہارے لیے

---

[1] المسلم، کتاب الفضائل

خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ علیہ، وما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم

بہتر تمہارے اعمال میری بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں جب میں کسی کا نیک عمل دیکھتا ہوں تو اللہ کی حمد کرتا ہوں اور جب کوئی برائی دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے اللہ سے معافی مانگتا ہوں

(رواہ البزاز والحارث ورجال البزار رجال صحیح)[1]

۱۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود امت کے لیے محافظ ہے

اللہ تعالے نے آپ کے وجودِ مسعود کو امت کے لیے عذاب و ہلاکت سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنایا۔ بخلاف سابقہ امتوں کے وہاں انبیاء کے ہوتے ہوئے ان پر عذاب مسلط کر دیا گیا۔

جب کافروں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ نبی اور اس کا دین حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا اور کوئی عذاب نازل کر تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ[2]

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ستارے آسمان کے لئے محافظ ہیں۔ جب یہ نہ رہیں گے تو آسمان کو وعدہ کے مطابق لپیٹ دیا جائے گا۔

---

[1] کشف الاستار ۱ : ۳۹۷ [2] الانفال : ۳۳

اور میں اپنے صحابہ کے لیے محافظ ہوں۔ میرے وصال کے بعد انہیں حسب وعدہ ملے گا اور میرے صحابہ میری امت کے لیے محافظ ہیں۔ جب صحابہ نہ رہیں گے تو امت حسب وعدہ پائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نماز کسوف پڑھاتے ہوئے یہ الفاظ کہے:

الم تعدنی ان لا تعذبھم وانا فیھم الم تعدنی ان لا تعذبھم وھم یستغفرون ؎	اے اللہ کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ میرے ہوتے ہوئے ان کو عذاب نہیں دے گا (میں ان میں موجود ہوں)، کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ ان کے بخشش مانگتے ہوئے عذاب نہیں دے گا (تو یہ بخشش مانگ رہے ہیں)

۱۵۔ آپؐ کی رسالت تمام مخلوق کے لیے ہے

سابقہ انبیاء علیہم السلام ایک مخصوص قوم یا طبقے کی طرف مبعوث ہوتے رہے لیکن آپؐ کی رسالت تمام انسانوں بلکہ تمام جہانوں کے لیے ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ ؎	اور اے رسولؐ ہم نے آپؐ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور اعمالِ بد سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

؎ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ ؎ السباء: ۲۸

دوسرے مقام پر ہے :

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [1] — ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

بخاری و مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایسی پانچ چیزوں سے نوازا گیا جو سابقہ انبیاء علیہم السلام کو نہیں عطا کی گئیں۔

بعثت الی الناس عامة واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی وجعلت لی الارض طیبة وطھوراً ومسجداً فایما رجل ادرکته الصلوٰة صلی حیث کان ونصرت بالرعب بین یدی مسیرة شھر واعطیت الشفاعة [2]

مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ غنائم میرے لیے حلال کر دیئے گئے ہیں حالانکہ پہلے کسی کے لیے جائز نہ تھے۔ میرے لیے تمام روئے زمین کو پاکیزہ اور سجدہ گاہ بنا دیا ہے۔ جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز ادا کی جا سکتی ہے اور ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب قائم کر دیا گیا اور مجھے مقامِ شفاعت کے درجے پر فائز کیا گیا ہے۔

۱۶۔ آپؐ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی

آپؐ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا مقام و مرتبہ ہے ؟ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس نے آپؐ کی حفاظت کا اس طرح ذمہ اٹھا رکھا ہے کہ کوئی دشمن آپ کو شہید نہیں کر سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

---

[1] الانبیاء : ۱۰۷ [2] المسلم : کتاب المساجد

يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ [1]

اے رسولؐ جو کچھ آپؐ پر آپؐ کے رب کی طرف سے اترا ہے (سب کا سب لوگوں کو) پہنچا دیجیے اور اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو اللہ کا پیغام نہ پہنچایا اور (جہاں تک خطرے کا تعلق ہے) اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

اس آیت کے نزول سے پہلے بعض صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر پہرہ دیتے تھے۔ لیکن جب اللہ کریم نے اس ذمّہ کا اعلان فرما دیا تو وہ پہرہ ختم کروا دیا گیا۔

دوسری جگہ فرمایا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ [2]

پس آپ (وہ سب) کھول کر سنا دیں جس کا آپؐ کو حکم ہوا ہے اور مشرکوں کی ذرا پروا نہ کریں۔ ہم آپ کی طرف سے ان مذاق کرنے والوں کے لیے کافی ہیں (اور یہ تمسخر کرنے والے)، جو اللہ کے ساتھ اور معبود بھی قرار دیتے ہیں۔ تو ان کو عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا۔

ایک اور مقام پر فرمایا

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا [3]

اور (ان کی گستاخانہ باتوں اور دل آزارانہ رویّہ سے آپ غمگین نہ ہوں اور آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کریں۔ بہر حال آپ ہماری نظروں میں ہیں۔

---

[1] المائدہ : ۶۷

[2] الحجر : ۹۴، ۹۵

[3] الطور : ۴۸

۱۷- آپ کے دین کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّہ لی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو دینِ اسلام عطا فرمایا۔ جس طرح اس کی بقا کی ذمّہ داری اس نے لی ہے اسی طرح اس کو تغیّر و تبدّل اور تحریف سے محفوظ رکھنے کا ذمّہ بھی لیا ہے۔ سابقہ ادیان میں تحریف کی یہ وجہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقط اسی ایک دین کی حفاظت کا ذمّہ لیا ہوا ہے اور دینِ حق اپنی حقیقی روح کے ساتھ تو تاقیامت باقی اور جاری رہے گا اور یہ معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ خیر الادیان بھی ہے۔

حفاظت کی ذمہ داری کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [1]	ہم ہی نے یہ (کتاب) نصیحت آپ پر اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات وقتی تھے لیکن آپ کا معجزہ قرآن اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے تاقیامت قائم و دائم ہے۔

ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [2]	آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کیا۔

---

[1] الحجر : ۹

[2] المائدہ

۱۸۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی تمام زندگی کی قسم کھائی

اللہ تعالیٰ کے ہاں آپؐ کی عزت و عظمت یہاں تک ہے کہ اس نے آپؐ کی پوری زندگی کی قسم کھائی ہے۔ ایسی قسم اللہ جل مجدہ نے کسی نبی کے بارے میں نہیں کھائی۔

ارشاد فرمایا:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ [1]	(اے محبوبؐ) آپؐ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش ہو رہے ہیں۔

امام بیہقی، امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے سیدنا ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:

ما حلف الله تعالىٰ بحياة احد الا بحياة محمد صلى الله عليه وسلم قال لعمرك [2]	اللہ تعالیٰ نے کسی کی زندگی کے بارے قسم نہیں کھائی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا "اے حبیبؐ تیری تمام عمر کی قسم"۔

اس قسم میں جو فضیلت، عظمت اور یکتائی ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے شہر کی قسم کھائی

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے شہر کی قسم کھاتے ہوئے اس کو اس بات کے ساتھ مقید فرمایا کہ میں اس لیے قسم کھا رہا ہوں کہ تو اس شہر میں آباد ہے۔

فرمایا:

---

[1] الحجر : ۷۲

[2] الدر المنثور ۴ : ۱۰۳

لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ[1]

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

یہاں لَا نافیہ تاکید کے لیے آیا ہے اور اس کا یہ استعمال کلام عرب میں مشہور ہے۔ اس قسم میں آپؐ کی قسم کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ کسی بھی مکان کی شرافت اپنی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہاں آباد رہنے والے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

۲۰۔ آپؐ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی

اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر متعدد مقامات پر قسم کھائی اور یہ بھی مقام و مرتبہ کی انتہا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔[2]

قسم ہے دن چڑھے کی (یعنی عروج سرکار دو عالم کی)، اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے یعنی اس حجاب ذات کی جو نور ظہور پر چھایا ہوا تھا) نہ آپؐ کے رب نے آپؐ کو چھوڑا ہے اور نہ آپؐ سے ناراض ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ پچھلی حالت اگلی حالت سے بہتر ہے اور عنقریب آپؐ کا رب آپؐ کو اتنا عطا فرمائیگا کہ آپؐ راضی ہو جائیں گے۔

قسم کھا کر ان آیات کے ذریعے آپؐ کے مقام و مرتبہ کو آشکار کیا ہے اور " مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى " کے ذریعے اپنے تعلق کو واضح فرمایا " وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى " سے آپؐ کے آخرت کے مقام پر مہر ثبت فرمائی۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ

---

[1] البلد : ۱، ۲

[2] الضحیٰ : ۱، ۵

فَتَرْضٰی" سے آپ کی رضا جوئی بیان فرمائی۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ	قسم ہے ستارے (یعنی نورِ مبین) کی
صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَ مَا	جب وہ (معراج سے) اترا۔ قسم اس
يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ	بات پر کہ اے لوگو تمہارا رفیق (اللہ کا
اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى [1]	رسول) نہ بہکا اور نہ راہ سے بے راہ ہوا

اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے وہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اللہ کی طرف سے) ان پر وحی ہوتی ہے۔

سورۂ قلم میں فرمایا:

نٓ ۔ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ	ن۔ قسم ہے قلم کی اور (قسم ہے) ان
مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ	(فرشتوں یا اہلِ قلم) کے لکھنے کی آپ
وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ	اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں
وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ [2]	اور بے شک آپ کے لیے ایسا اجر ہے

جو کبھی ختم ہونے والا نہیں یقیناً آپ کا خلق عظیم الشان ہے۔

سورۂ یٰسٓ میں فرمایا:

يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔ اِنَّكَ	یٰسٓ (اے سردارِ دوعالم یعنی اے محمد
لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ	صلی اللہ علیہ وسلم) قسم ہے اس قرآن کی (جو
مُّسْتَقِيْمٍ [3]	حکمت سے پُر ہے) بے شک آپ (اللہ

کے) پیغمبروں میں سے ہیں آپ بلاشک وشبہ سیدھے راستے پر ہیں۔

---

[1] النجم، ۱-۴ [2] القلم، ۱-۴ [3] یٰسٓ، ۱-۴

۲۱۔ اللہ تعالیٰ نے نام لے کر خطاب نہیں فرمایا

اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء علیہم السلام کو خطاب فرماتے وقت اُن کے نام لیے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی موقع پر نام نہیں لیا بلکہ جب بھی خطاب کیا کہیں نبوت کا وصف بیان کیا اور کہیں رسالت کا۔ ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ [1]

(اے رسولؐ، جو کچھ آپ پر آپؐ کے رب کی طرف نازل ہوا ہے سب کا سب لوگوں کو پہنچا دیجئے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ [2]

(اے رسولؐ) جو لوگ کفر کی طرف بڑھتے ہیں آپؐ ان کے لیے آزردہ خاطر نہ ہوں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ [3]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کے لیے اللہ کافی ہے اور جو آپ کی پیروی کرنے والے مسلمان ہیں ان کے لیے بھی۔

لیکن انبیاء علیہم السلام سے خطاب نام لے کر فرمایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ [4]

اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ۔

حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا:

---

[1] المائدہ : ۶۷
[2] المائدہ : ۴۱
[3] الانفال : ۶۴
[4] ھود : ۴۸

يَاآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ [1]

اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنّت میں رہا کرو۔

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام کے بارے فرمایا:

يَا مُوْسٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ [2]

اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں سب جہانوں کا پالنے والا

حضرتِ سیّدنا خلیل اللہ علیہ السلام کو فرمایا:

يَااِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا [3]

اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔

۲۲۔ آپؐ کے ذکرِ مبارک کو تمام انبیاء سے مُقدّم رکھا

باوجود اس کے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہوئی مگر آپؐ کا تذکرہ انبیاء علیہم السلام سے فضیلت کی وجہ سے مقدّم رکھا گیا۔ ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا [4]

اور (وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے تمام پیغمبروں سے مستحکم وعدہ لیا اور آپؐ سے بھی نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سب سے پختہ عہد لیا کہ وہ اللہ کے احکام کی بجاآوری اور اس کی تبلیغ میں ہمیشہ ثابت قدم اور مستعد رہیں گے۔

---

[1] البقرہ : ۳۵
[2] القصص : ۳۰
[3] الصافات : ۱۰۴۔۱۰۵
[4] الاحزاب : ۷

ایک مقام پر انبیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا [۱]	(اے رسول) ہم نے آپ کی طرف اس طرح وحی بھیجی جس طرح ہم نے نوح کی طرف بھیجی اور نبیوں کی طرف جو نوح کے بعد آئے (جس طرح ہم نے وحی بھیجی) ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُن کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

۲۳۔ آپؐ کا نام لے کر بلانے سے منع فرمایا

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا مقام و مرتبہ واضح کرتے ہوئے امت کو آپؐ کے ادب و احترام کا حکم دیا اور فرمایا تم میں سے کوئی بھی شخص آپؐ کا نام لے کر نہ بلائے بلکہ آپؐ کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے کہے یارسول اللہ، یا نبی اللہ!

اس طرح کا حکم سابقہ انبیاء علیہم السلام کے بارے ان کی امتوں کو نہیں دیا گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا [۲]	پیارے رسول کو اس طرح نہ بلایا کرو جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

حضرت ابن عباس، مجاہد اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنھم سے مروی ہے کہ لوگ آپؐ کو

---

[۱] النساء : ۱۶۳ [۲] النور : ۶۷

یا محمد یا ابا القاسم کہہ کے پکارا تھے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی عظمت کے پیشِ نظر کر سے سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ آپ کو یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارا جائے [1]

حالانکہ سابقہ امتوں کے بارے میں بیان کیا گیا وہ اپنے نبی کو نام لے کر بلاتی تھیں مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں ہے:

قَالُوْا يَا نُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا	اے نوح اب تو ہم نے بہت جھگڑا
فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا [2]	کر لیا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں ہے:

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يَا لُوْطُ [3]	اے لوط اگر تو اس کام سے باز نہ آیا۔

۲۴۔ آپؐ کی آواز سے بلند آواز نہ کرنا

جو تعظیم اور اکرام اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو منع کر دیا ہے کہ وہ اپنی آوازوں کو آپؐ کی آواز سے بلند نہ کریں اور نہ ہی وہ آپ کو اس طرح مخاطب کریں جس طرح لوگ آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اعمال ضائع ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا	اے ایمان والو نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں
أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ	کو نبیؐ (کریم) کی آواز سے اور نہ زور سے
لَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ	آپؐ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ	زور سے ایک دوسرے کے ساتھ باتیں

---

[1] ابن کثیر ۲: ۳۰۶ [3] الشعراء: ۱۶۷

[2] هود: ۳۲

اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ	کرتے ہو (اس بے ادبی سے) کہیں
اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ	ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور
الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ٥	تمہیں خبر تک نہ ہو بے شک جو لوگ
وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ	پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے
اِلَیۡهِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّهُمۡ ۔ وَاللّٰهُ	ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں اور اگر صبر کرتے
غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ [1]	یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لاتے ان

کے پاس تو یہ اُن کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

سورۂ حجرات کی اس آیت کا صحیح بخاری، کتاب التفسیر میں جو سببِ نزول بیان کیا گیا ہے وہ قابلِ توجہ ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ کی خدمتِ عالیہ میں اتنی آہستہ گفتگو کرتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بات دُہرانے کو کہتے تاکہ اسے سمجھا جا سکے۔

اور اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ بھی قابلِ ذکر ہے۔

۲۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے صدقہ دینا

جو تعظیم و اکرام اور احترام اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم دیا کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں حاضری کا ارادہ کریں جیسا کہ وہ اکثر کیا کرتے تھے۔ تو وہ حاضری سے پہلے صدقہ دیں پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا اور مؤمنین کو اطاعت کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] الحجرات ۴ تا ۵ = ۴۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ أَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ [1]	اے ایمان والو! جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسولِ (اکرم) سے تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور (دلوں کو) پاک کرنے والی ہے اور اگر تم (اس کی سکت) نہ پاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ کیا تم (اس حکم سے) ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی سے پہلے صدقہ دینا چاہیئے پس جب تم ایسا نہیں کر سکے تو اللہ نے تم پر نظرِ کرم فرمائی پس (اب) تم نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور تابعداری کیا کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔

۲۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا نور بنایا

اللہ تعالیٰ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نوازشات ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا نور بنایا۔ اس نور سے ہر وہ شخص ہدایت پاتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں کی سعادت لکھ دی ہو۔ اور اس نور سے ہر اُس شخص کو روشنی حاصل نہیں ہوتی جس کی قسمت میں بدبختی، دھتکار اور محرومی لکھ دی گئی ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] المجادلہ، ۱۲، ۱۳، ۵۸

قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [1]

بے شک تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی دکھاتا ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں۔ اس کی خوشنودی کی سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اُجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔

ایک اور مقام پہ اللہ جلّ شانہٗ نے آپؐ کو سراج منیر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا [2]

اے نبی (مکرّم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سُنانے والا اور بر وقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اسکے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا اور آپ مژدہ سُنا دیں مومنوں کو کہ اُن کے لیے اللہ کی جناب سے بڑا ہی فضل ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ میں داخل ہوئے تو:

اضاء من المدینۃ کل شی

آپؐ کے نور کی برکت سے مدینہ پاک کی ہر شے روشن ہوگئی۔

---

[1] المائدہ ۱ : ۱۵ / ۱۶

اور جس روز آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وصال ہُوا

اظلم من المدینۃ کل شیٔ ؎ (آپؐ کے ہجر و فراق میں) مدینہ طیبہ کی ہر شے پر تاریکی چھا گئی۔

اس کو امام احمد، امام ترمذی، ابنِ حبان، حاکم اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا اور ان تمام محدثین کرام نے اس کو صحیح قرار دیا۔

۲۷۔ شریعت کا کچھ حصہ آسمان پر عطا کیا گیا

پہلے انبیاء علیہم السّلام پر آسمان سے کتب اور صحیفے نازل ہوئے اور انہیں جو احکام دیئے گئے وہ تمام کے تمام زمین پر دیئے گئے۔ ہاں حضور علیہ السّلام کی ذاتِ مقدّسہ ایسی ذات ہے جسے بعض احکام آسمان پر عطا ہوئے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جس کو آسمان پر بلایا گیا ہو اور وہ پھر زمین کی طرف لوٹ آیا ہو۔

رہا حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا جو قرآن کی نص سے ثابت ہے اور متواتر احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ عنقریب زمین پر اتریں گے تو اُن کا اترنا نئی شریعت اور نئی کتاب کے ساتھ نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اسلام ہی کے ماننے والے اور اسی کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اسلام کے علاوہ کسی دین کو پسند نہیں کریں گے۔ احادیثِ صحیحہ صریحہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان کو مٹا دیں گے

معراج کی رات آسمان پر فرض کی گئی چیزوں میں سے ایک نماز ہے شروع میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر اللہ تعالےٰ نے اِس اُمت پر رحمت کرتے ہوئے ان میں تخفیف کر کے پانچ نمازیں کر دیں۔ معراج کی رات نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جو کچھ عطا فرمایا گیا ان

میں سے سورۃ البقرہ کی آخری آیات بھی ہیں جیسا کہ حضرت ابنِ مسعودؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ:

..........فاعطی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ثلاثا۔ اعطی الصلوٰۃ الخمس، واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ، وغفر لمن لم یشرک باللہ من امتہ شیئا المقحمات۔[1]

..........حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ پانچ نمازیں، سورۃ البقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امّت میں سے ہر اُس شخص کے کبیرہ گناہوں کو بخش دیا گیا جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔

اسی طرح حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلۂ جلیلہ سے معراج کی رات نیکیوں پر کئی گنا اجر و ثواب عطا کرنے کا وعدہ بھی فرمایا:

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابنِ عباسؓ اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ

الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبع مائۃ ضعف ومن ھمّ بحسنۃ فلم یعملھا کتبت لہ حسنۃ فان عملھا کتبت عشرا الی سبع مائۃ ضعف، ومن ھم بسیئۃ فلم یعملھا کتبت لہ حسنۃ، فان عملھا کتبت علیہ سیئۃ۔[2]

ایک نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک ہو سکتا ہے اور جس شخص نے ایک نیکی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہ کیا تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور پھر اگر نیکی کا ارادہ کرنے کے بعد اُس نے نیکی پر عمل کیا تو اس کے لیے دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھ

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الا[illegible] ۲۔ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، صحیح مسلم، کتاب الایمان

دی جاتی ہیں اور جس شخص نے ایک گناہ کا ارادہ کیا پھر اس گناہ پر عمل نہ کیا تو اُس کے حق میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر (گناہ کا ارادہ کرنے کے بعد) اس نے گناہ پر عمل کیا تو اُس کے خلاف ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ کلام کرنا، حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھنا اور مشاہدہ ذاتِ الٰہی، سات آسمانوں سے آگے بڑھ جانا، جنت میں داخل ہونا اور سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ کو دیکھنا بھی ثابت ہے۔

۲۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ کا جواب دینا

جو عظمتیں اور رفعتیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتے ہوئے آپ کو ساحر اور مجنون (استغفر اللہ) کہنا شروع کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے جواب دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام (پر جب کوئی جھوٹ باندھتا اور الزام تراشی کرتا تو وہ) اپنا دفاع خود کرتے تھے اور مخالفین کا رد کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا جواب دینا، اللہ عزوجل کے ہاں آپ کے بلند مرتبہ ہونے، آپ کی عزت افزائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی زیادتی پر قطعی دلیل ہے۔

مثلاً قرآنِ پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ	ان کی قوم کے سرداروں نے کہا (اے نوح) ہم دیکھتے ہیں تمہیں کھلی گمراہی میں۔
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ	آپ نے کہا اے میری قوم نہیں ہے مجھ

بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ — میں ذرا گمراہی بلکہ میں تو رسول ہوں سارے

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ [1] — جہانوں کے پروردگار کی طرف سے

اسی طرح حضرت ہود علیہ السّلام کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا — کہنے لگے وہ سردار جو کافر تھے آپ کی قوم

مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ — سے کہ (اے ھود) ہم تو خیال کرتے ہیں

سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ — کہ تم نرے نادان ہو اور ہم گمان کرتے ہیں

الْكٰذِبِیْنَ۔ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ — کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ ہُود نے کہا۔

بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ — اے میری قوم! نہیں مجھ میں ذرا نادانی

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ [2] — بلکہ میں تو رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے

لیکن جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ـٹ باندھا گیا اور کفّار نے آپ کو شاعر، ساحر اور مجنون (استغفر اللہ) کہنا شروع کیا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے مخالفین کا رد نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا دفاع کرتے ہوئے جواب دیا۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ۔ — اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں اور

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ۔ — بلاشبہ اس نے اس قاصد کو دیکھا ہے،

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ۔ — روشن کنارے پر اور یہ نبی غیب بتانے

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ — میں ذرا بخیل نہیں۔ اور یہ (قرآن) کسی

فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ۔ اِنْ هُوَ — شیطان مردود کا قول نہیں پھر تم (منہ

اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ [3] — اٹھائے) کدھر چلے جا رہے ہو۔ نہیں ہے

---

[1] الاعراف : ۶۰، ۶۱

[2] الاعراف : ۶۶، ۶۷

[3] التکویر : ۲۲ ـ ۲۷

یہ مگر نصیحت سب اہلِ جہان کے لیے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ، قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ۔ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ[1]

پس میں قسم کھاتا ہوں اِن چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں نہیں دیکھتے بے شک یہ قول ہے عزت والے رسولؐ کا اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں (لیکن) تم ایسا ایمان لاتے اور نہ ہی کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ بہت کم توجہ کرتے ہو بلکہ یہ نازل شدہ ہے رب العالمین کا۔

ایک اور مقام پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جادوگر اور مجنون (استغفر اللہ) ہونے کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ[2]

پس آپ سمجھاتے رہئیے۔ آپ اپنے رب کی مہربانی سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون۔

اسی طرح ایک اور مقام پہ آپؐ کے شاعر ہونے کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ[3]

اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے (رسولؐ) کو شعر اور نہ یہ ان کے شایان شان ہے۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور قرآن جو بالکل واضح ہے۔

الغرض قرآن پاک میں بے شمار ایسی آیات ہیں، جن میں اللہ جل مجدہ نے آپؐ کے شاعر،

---

[1] الحاقۃ: ۳۸-۴۳
[3] یٰسٓ: ۶۹
[2] الطور: ۲۹

ساحر اور مجنون وغیرہ ہونے کی نفی فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا ہے۔

۲۹۔ اللہ تعالٰے کا آپؐ پر ہمیشہ درود پڑھنا

جو انعامات و اکرامات اللہ جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ کیے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل درود پڑھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ	بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے
عَلَى النَّبِيِّ ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ	درود بھیجتے ہیں اس نبیؐ مکرم پر ایمان والو!
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا	تم بھی آپؐ پہ درود بھیجا کرو اور (بڑے
تَسْلِيْمًا ۔ [۱]	ادب سے) سلام عرض کیا کرو۔

اس آیتِ مبارکہ میں "يُصَلُّوْنَ" فعل مضارع کا صیغہ ہے جو کسی چیز کے بار بار اور مسلسل کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

جب کوئی مؤمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً	جس شخص نے ایک بار مجھ پر درود پڑھا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا [۲]	اللہ تعالیٰ اس پر دس بار صلوٰۃ پڑھتا
	ہے۔

اللہ تعالےٰ کا اپنے بندے پر صلوٰۃ پڑھنا اسے تاریکیوں سے نور کی طرف لانا ہے۔ جیساکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ	اللہ وہ ہے جو رحمت نازل کرتا ہے۔ تم
مَلَائِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ	پر اور اُس کے فرشتے بھی (تم پر نزولِ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ [1]	رحمت کی دعا کرتے ہیں)، تاکہ وہ نکال کر

لے جائے تمہیں (طرح طرح کے) اندھیروں سے نُور کی طرف

پس کسی مسلمان کا اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا، یہ اُس کے لیے تاریکیوں سے روشنی کی طرف لے جانے کا سبب ہوگا۔

۳۰۔ سفرِ معراج

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن خصائص سے نوازا اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سفرِ معراج عطا کیا اور یہ ایسی عظمت ہے جو آپؐ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئی۔ مکہ سے بیت المقدس تک اور بیت المقدس سے آسمان اور مکان و لامکان کے سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو جن اکرامات سے نوازا اُن میں آپؐ کا بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کرانا، اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنا۔ اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا، اللہ عزّ وجل کو دیکھنا اور قلموں (کہ جن سے نامۂ اعمال لکھے جا رہے تھے) کے چلنے کی آواز سننا وغیرہ شامِل ہے۔

معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چیزیں عطا کی گئیں اُن میں نماز، سورۂ بقرہ کے آخری آیات۔ نیکیوں کو کئی گُن کرنا اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا عرشِ الٰہی کے نیچے خزانوں میں سے

---

[1] الاحزاب : ۴۳

ہونا شامل ہے۔ اور یہ کہ معراج کی رات آپؐ نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصل صورت میں دیکھا، تمام انبیاء علیہم السلام نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت و رسالت کا اعتراف کیا۔ اور معراج میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جو وحی کیا گیا اُسے نہ تو کوئی فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی اور رسول اور (جو کچھ آپؐ نے دیکھا اس کی) نہ تو آپؐ کے دل نے تکذیب کی اور نہ ہی آپؐ کی چشمانِ مقدس دائیں بائیں ہوئیں۔

جس طرح معراج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم متواتر احادیث سے ثابت ہے اسی طرح مکہ سے بیت المقدس تک کا سفر قرآن پاک سے ثابت ہے۔

اس طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سُبحان الّذی اَسریٰ بعبدہٖ	(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس
لَیلاً مِن المسجد الحرام	نے اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے
اِلی المسجد الاقصیٰ الذی	حصہ میں برگزائی مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔
بَارکنا حولہٗ لنریہٗ من آیاتنا	جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا۔
انہٗ ھُوَ السمیع البصیر[1]	تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں

دکھائیں۔ بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا۔

دوسری جگہ معراج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان الفاظ کے ساتھ ارشاد فرمایا:

وما ینطق عن الھوی۔	اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے
ان ھُو الا وحی یوحیٰ	نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی
علمہٗ شدید القویٰ	جاتی ہے۔ انہیں سکھایا ہے زبردست
ذو مرۃ فاستوی وھو بالافق	قوّتوں والے نے بڑے دانا نے۔ پھر

---

[1] سورۃ الاسراء: ۱

الاعلیٰ ثم دنیٰ فتدلیٰ
فکان قاب قوسین او ادنیٰ
فأوحیٰ الیٰ عبدہ ما أوحیٰ
ماکذب الفؤاد ما رأیٰ
افتمارونہ علیٰ ما یریٰ۔ ولقد
رآہ نزلۃ أخریٰ عند
سدرۃ المنتھیٰ۔ عندھا
جنۃ المأویٰ اذ یغشی السدرۃ
ما یغشیٰ۔ مازاغ البصر وما
طغیٰ۔ لقد رأیٰ من آیات
ربہ الکبریٰ۔ [۱]

اس نے (بلندیوں) کا قصد کیا اور وہ
سب سے اونچے کنارے پر تھا پھر وہ
قریب ہوا، اور قریب ہوا۔ یہاں تک
کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے
بھی کم۔ پس وحی کی اللہ نے محبوب بندے
کی طرف جو وحی کی۔ نہ جھٹلایا دل نے جو
دیکھا (چشم مصطفیٰ) نے۔ کیا تم جھگڑتے
ہو اُن سے اس پر جو انہوں نے دیکھا۔
اور انہوں نے تو اسے دوبارہ بھی دیکھا۔
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے پاس ہی
جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر چھا رہا
تھا جو چھا رہا تھا۔ نہ درماندہ ہوئی چشم (مصطفیٰ) اور نہ (حد ادب سے) آگے بڑھی۔
یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

۳۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثل معجزات پانا

کسی بھی نبی کو عطا کئے گئے معجزات میں سے کوئی معجزہ ایسا نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس جیسا یا اُس سے بڑھ کر معجزہ عطا نہ کیا گیا ہو۔

حضرت عمر بن سواد کا قول ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا۔

ما اعطی اللہ نبیا ما اعطی — جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] سورۃ النجم: (۵۳ ـــ ۱۸)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کو عطا فرمایا ہے وہ کسی اور نبی کو عطا نہیں فرمایا۔

میں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مُردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا گیا تو اس پہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ :

أعطی محمد صلی اللہ علیہ وسلم حنین الجذع الذی کان یخطب الی جنبہ حتی ھی لہ المنبر فلما ھی لہ المنبر، حن الجذع حتی سمع صوتہ، فھذا اکبر من ذلک۔[1]

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کھجور کے تنے کو اس طرح محبت عطا فرمائی کہ منبر کے تیار ہونے تک جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپؐ خطبہ دیا کرتے تھے، جب آپؐ کے لیے منبر تیار کر دیا گیا تو وہ کھجور کا تنا رو پڑا یہاں تک کہ صحابہ کو اس کی آواز سنائی دی اور یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ (مُردوں کو زندہ کرنا) سے بڑا معجزہ ہے۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کے معجزات وقتی اور حسّی تھے۔ جو آنکھوں سے دیکھنے والے تک محدود تھے۔ اور جب وہ نبی اس قوم سے گئے معجزات بھی چلے گئے۔ اس قسم کے کثیر معجزات اور خوارق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا کیے گئے۔ جیسے شق القمر، سورج کا روکنا، انگلیوں سے پانی جاری کرنا، تھوڑے کھانے کو زیادہ کرنا، (زمین پر ایڑی مار کر) چشمہ جاری کرنا، درخت کا گفتگو کرنا، کھجور کے تنے کا (فراق میں) رونا، جمادات اور حیوانات کا سلام کرنا، مریضوں کو شفا دینا، دُعا کا قبول ہونا اور تھوڑے سے پانی سے پورے لشکر کو سیراب کرنا وغیرہ۔

یہ معجزات سابقہ انبیاء کے معجزات .... کی طرح وقتی تھے۔ اگرچہ ان

---

[1] آداب الشافعی و مناقبہ لابن ابی حاتم : ص ۸۳

معجزات میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا کیے گئے۔ لیکن ان معجزات کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال یا جس نے ان معجزات کو دیکھا اس کے بعد زائل ہوگیا۔ ایک سچا مؤمن ان معجزات کو اپنے ایمان میں زیادتی کرنے کے لیے تسلیم کرتا ہے۔

وہ معجزہ جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا کیا گیا، سابقہ انبیاء علیہم السلام میں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا گیا اور تا قیامت باقی رہے گا، وہ قرآن حکیم ہے کہ اس کی مدد کرنے والا خسارے میں نہیں رہتا، اس کی ندرت فوت نہیں ہوگی اور اس کے فوائد منقطع نہیں ہوں گے۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے کسی قسم کی تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہے۔ یہ سینوں اور کتابوں میں محفوظ ہے۔ اس میں دوا اور شفاء ہے۔ نصیحتیں اور احکام ہیں، جو ہم سے پہلے گزر گئے اُن کے بارے خبریں ہیں اور جو ہم سے بعد میں آئیں گے ان کے احوال ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے۔ جو شخص قرآن پر ایمان لایا اور اس کی اتّباع کی وہ ہدایت پاگیا اور جس شخص نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے منہ پھیر لیا وہ گمراہ اور ہلاک ہو گیا اور خسارے میں رہا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من الانبیاء من نبی الا اُعطی من الآیات ما مثلہ اٰمن علیہ البشر وانما کان الذی اوتیت وحیا اوحی اللہ الیّ فارجو اَن اکون اکثرھم تابعا یوم القیامۃ [1]	انبیاء علیہم السّلام کو بھی نشانیاں عطا کی گئیں لوگ اِن پر ایمان لائے۔ اور جو کچھ مجھے وحی کے ذریعے عطا کیا گیا میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے کے دن اُس کے ماننے والے اُن (سب) سے زیادہ ہوں گے۔

---

[1] البخاری، کتاب فضائل القرآن

۳۲۔ آپؐ کے سبب سے آپؐ کے قیامت تک کے غلاموں کو بخش دیا گیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپؐ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی آپؐ کے قیامت تک کے غلاموں کے گناہوں کو بخش دیا گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ويتم نعمته عليك ويهديك صراطا مستقيما وينصرك الله نصرا عزيزا۔[1]	یقیناً ہم نے آپؐ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تاکہ دور فرما دے آپؐ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپؐ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے۔ اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔ اور مکمل فرما دے اپنے

انعام کو آپؐ پر اور چلائے آپؐ کو سیدھی راہ پر اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث، جو کہ شفاعت کے بارے میں ہے، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

.... فيأتوني فيقولون يا محمد، أنت رسول الله وخاتم الأنبياء وقد	(جب تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیج دیں گے، تو لوگ میرے پاس آئیں گے اور

---

[1] الفتح : ۱-۳

غفرلك ما تقدم من ذنبك وما تأخر اشفع لنا الی ربك ۔ [1]

کہیں گے ' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں. آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی اگر گناہ ہوتے بھی تو پھر بھی معاف) - آپؐ ہمارے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت کیجیے۔

شفاعت ہی کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبان سے انبیاء علیہم السلام کا یہ ارشاد درج ہے ۔

.......ولکن ائتوني محمدًا عبدًا قد غفرله ما تقدم من ذنبه وما تأخر... [2]

(جب لوگ باقی انبیاء علیہم السلام سے مایوس ہو کر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ) تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ فقط وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں کہ انہیں دنیا میں مغفرت وبخشش کی خوشخبری دی گئی ۔

۳۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی مقبول دعا کو قیامت تک مؤخر کرلینا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک منفرد شان یہ بھی عطا ہوئی کہ آپؐ نے اپنی دعا جو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مقبول ہوئی کو (قیامت تک) مؤخر کرلیا۔ جبکہ سابقہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی دعاؤں کی مقبولیت میں جلدی چاہی ۔ بعض نے اپنی قوم کے حق میں بد دعا کی اور کسی نے دنیا میں ہی اپنی دعا مانگ لی ۔

---

[1] البخاری : کتاب الانبیاء ـــ المسلم : کتاب الایمان

[2] البخاری : کتاب التوحید ـــ المسلم : کتاب الایمان

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لكل نبي دعوة مستجابة، فتعجل كل نبي دعوته و اني اختبأت دعوتي شفاعة لامتي يوم القيامة [1]	ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے پس ہر نبی نے اپنی دعا میں جلدی کی لیکن میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کی صورت میں محفوظ کر لیا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لكل نبي دعوة دعاها لامته واني اختبأت دعوتي شفاعة لامتي يوم القيامة [2]	ہر نبی اپنی امت کے لئے دعا کرتا ہے اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کی صورت میں محفوظ کر لیا ہے

اسی طرح حضرت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لكل نبي دعوة قد دعا بها في امته وخبأت دعوتي شفاعة لامتي يوم القيامة [3]	ہر نبی کے لیے دعا ہوتی ہے اور ہر نبی نے اپنی امت کے لیے دعا کر دی ہے مگر میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کی صورت میں محفوظ کر لیا ہے۔

---

[1] البخاری: کتاب الدعوات المسلم: کتاب الایمان

[2] البخاری [3] المسلم

۴۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطا فرمایا گیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک منفرد شان یہ بھی ہے کہ آپ کو جوامع الکلم عطا فرمایا گیا کہ آپ چند الفاظ میں بڑی بڑی تفاصیل بیان فرما دیتے تھے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فضلت علی الانبیاء بست أعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب وأحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهورًا ومسجدًا وأرسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون[1]	دوسرے انبیاء علیہم السلام پر مجھے اللہ تعالیٰ نے چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت بخشی ہے، مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا، میرے لیے زمین کو پاک اور مسجد بنا دیا گیا، مجھے تمام مخلوق کی جانب بھیجا گیا اور مجھ پر انبیاء علیہم السلام کو ختم کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بعثت بجوامع الکلم ......[2]	مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔

جب کہ صحیح مسلم میں یہ الفاظ مذکور ہیں۔

وأوتیت جوامع الکلم	مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا

امام بخاری نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد جوامع الکلم کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ طویل گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتب میں

---

[1] المسلم : کتاب المساجد

[2] البخاری : کتاب الجهاد

موجود تھی۔ آپؐ اُسے چند الفاظ میں بیان فرما دیتے تھے۔

۳۵۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں

دوسرے انبیاء علیہم السّلام سے ممتاز کرنے والی آپؐ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں نیز یہ کہ دنیا میں ہمیشہ رہنے کا اختیار دیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے رب سے ملاقات اور جنّت کو اختیار فرمایا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بعثت بجوامع الکلم ونصرت	مجھ کو جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا
بالرعب وبینا انا نائم اتیت	گیا اور میری رعب کے ساتھ مدد کی
بمفاتیح خزائن الارض فو	گئی اور مجھے نیند کے دوران زمین کے
بین یدی [1]	خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں پس

میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھ دی گئیں

جب کہ بخاری شریف میں "بین یدی" کی جگہ "فی یدی" (میرے ہاتھوں میں) کے الفاظ ہیں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ (صحابہ سے) کہتے تھے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم سے تشریف لے گئے۔ اور تم اُن خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نکلے، پس آپؐ نے جنگِ اُحد کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر آپ منبر کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا:

---

[1] البخاری : کتاب الجہاد المسلم : کتاب المساجد

انی فرط لکم، وانا شھید علیکم، وانی، واللہ لأنظر الی حوضی الآن۔ وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الأرض[1]

میں تمہارے لئے آگے جاکر مغفرت کا سامان کرنے والا ہوں اور میں تمہارے اوپر گواہ ہوں اور میں اپنے آپ کو اب اپنے حوض (کوثر) پہ دیکھتا ہوں۔ اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔

۳۶۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمزاد کا مسلمان ہونا

نبیٔ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمزاد کو مسلمان کر دیا ہے۔ پس وہ آپؐ کو سوائے بھلائی کے اور کوئی حکم نہیں دیتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا:

ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن قالو وایاك یا رسول اللہ؟ قال وایای، الا أن اللہ اعاننی علیہ، فاسلم، فلا یأمرنی بالخیر[2]

تم میں سے ہر ایک کے ساتھ شیطان بنا دیا گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا آپؐ کے ساتھ بھی؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں میرے ساتھ بھی مگر یہ کہ اللہ نے اُس کے خلاف میری مدد کی پس وہ اسلام لے آیا۔ لہٰذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے اور کچھ حکم نہیں دیتا۔

---

[1] البخاری: کتاب الجنائز
المسلم: الفضائل

[2] المسلم: کتاب صفات المنافقین

ایک دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضؓ کے حجرے سے رات کے وقت باہر تشریف لے گئے۔ واپسی پر حضرت عائشہ رضؓ نے اپنی غیرت ورشک کا اظہار کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:

أقد جاءك شيطانك ؟ قالت: یا رسول أومعي شيطان ؟ قال: نعم قلت: ومع كل انسان ؟ قال: نعم۔ قلت: ومعك يا رسول الله؟ قال: نعم ولكن ربي اعانني عليه حتى أسلم [1]

کیا تیرے پاس تیرا ہمزاد آیا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے ساتھ ہمزاد ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کیا ہر انسان کے ساتھ ہمزاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں میں نے عرض کیا: کیا آپؐ کے ساتھ بھی ہمزاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں لیکن میرے رب نے اُس کے خلاف میری مدد کی یہاں تک کہ وہ اسلام لے آیا۔

۳۷۔ ایک ماہ کی مسافت سے آپؐ کا رعب طاری ہوجانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور اکرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی تھی کہ ایک ماہ کی مسافت سے لوگوں پر آپؐ کا رعب طاری ہوجاتا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

أعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلي

مجھ کو پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی شخص کو عطا نہیں کی گئیں

---

[1] المسلم : کتاب صفات المنافقین

امام بخاری نے احدٌ کے بعد " من الانبیاء " کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے . (یعنی مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو یہ چیزیں عطا نہیں کی گئیں)

...... ونصرت بالرعب	...... اور میری ایک ماہ کی مسافت
بین یدی میسرۃ شھر	سے طاری ہوجانے والے رعب سے
¹	مدد کی گئی ہے .

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

فضلت علی الانبیاء بستۃ و	مجھے انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں کے
نصرت بالرعب	ساتھ فضیلت دی گئی ہے ......
	اور رعب کے ساتھ کی گئی ہے ...

۳۸ - اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں کا حضورؐ کے حق میں گواہی دینا

اللہ رب العزت اور اُس کے فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں گواہی دینا ، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو کتاب اُتاری ہے وہ حق ہے اور یہ کہ آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے رسولؐ بنا کر بھیجا گیا ہے مزید یہ کہ آپ کا دین تمام ادیان پر غالب آئے گا کیونکہ آپ کو دینِ حق کے ساتھ بھیجا گیا ، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور عظمت و سربلندی کی انتہا ہے . ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنْزَلَ	لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے . اس
إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَ	کتاب کے ذریعہ جو اُس نے آپ کی
الْمَلَآئِكَةُ يَشْهَدُونَ ، وَ	طرف اتاری کہ اس نے اسے اتارا ہے

---

¹ صحیح بخاری : کتاب التیمم

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا [1] — اپنے علم سے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے

دوسری جگہ فرمایا:

وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا [2] — اور ہم نے آپ کو سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (آپ کی رسالت کا) گواہ کافی ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ جل شانہٗ نے فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا [3] — وہ (اللہ) ہی ہے جس نے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا ہے۔ تاکہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دے اور (رسولِ کریم کی صداقت پر) اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔

۳۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت کروانا

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کرانا آپ کی تکریم و فضیلت اور عظمت و سربلندی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ امامت وہی کرواتا ہے جو کہ سب سے زیادہ بہتر، افضل، زیادہ علم والا اور کامل ہو۔

---

[1] النساء ۴ : ۱۶۶

[2] النساء ۴ : ۷۹

[3] الفتح ۴۸ : ۲۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اور اس کا ایک حصہ یہ ہے —
بیت المقدس میں میں نے انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو دیکھا) ....

فحانت الصلوٰۃ فأممتهم، فلما فرغت من الصلوٰۃ قال قائل یا محمد هذا مالك صاحب النار فسلم علیه۔ فالتفت إلیه، فبدأني بالسلام [1]

— پس نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کہنے والے نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دوزخ کا فرشتہ مالک ہے آپ اسے سلام کیجئے پس میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس نے مجھے سلام کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
میرے پاس ایک چوپائے کو لایا گیا جو کہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا)......

ثم دخلت بیت المقدس فجمع لی الانبیاء علیہم السلام فقدمنی جبرئیل حتی أممتهم [2]

پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا۔ میرے (استقبال) لیے تمام انبیاء علیہم السلام کو جمع کر دیا گیا تھا۔ جبرئیلؑ نے مجھے آگے بڑھایا۔ پھر میں نے ان کی امامت کی۔

۴۔ بنی نوع انسان کے تمام زمانوں سے حضورؐ کے زمانہ کا بہتر ہونا

اللہ تعالٰی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جس زمانے میں مبعوث فرمایا اُسے

[1] المسلم : کتاب الایمان
[2] النسائی : کتاب فرض الصلوٰۃ

بنی نوع انسان کے تمام زمانوں سے بہتر بنایا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اپنی امت کے زمانوں سے بہتر ہے۔ اور وہ زمانہ جو آپؐ کے زمانہ سے متصل ہے وہ اپنے سے بعد والے زمانوں سے بہتر ہے۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا۔ حتی کنت من القرن الذی کنت منہ [1]

مجھے بنی نوع انسان کے تمام زمانوں میں سے بہتر زمانہ میں مبعوث کیا گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

خیر قرون الناس قرنی، ثم الذین یلونھم [2]

تمام لوگوں کے زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا (زمانہ بہتر ہے) جو اُس (زمانہ) سے متصل ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا)

ای الناس خیر؟ قال: القرن الذی أنا فیہ، ثم الثانی، ثم الثالث [3]

کہ کون سے لوگ بہتر ہیں! آپؐ نے فرمایا اس زمانہ کے لوگ (بہتر ہیں) جس زمانہ میں میں (ظاہری حیات میں) موجود ہوں پھر اُس زمانہ کے لوگ (بہتر ہیں)، جو اُس (زمانہ) کے بعد ہے۔ پھر اس زمانہ

---

[1] البخاری: کتاب المناقب

[2] المسلم: کتاب الشھادۃ
المسلم: کتاب فضائل الصحابہ

[3] المسلم: کتاب فضائل الصحابہ

کے لوگ (بہتر ہیں) جو اس (دوسرے زمانہ) کے بعد ہے۔

۴۱۔ آپؐ کے گھر اور منبر کے درمیانی حصّہ کا جنّت کے باغوں میں سے ہونا

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جو خصائص عطا فرمائے اُن میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ نے مسجدِ نبویؐ کے بعض حصّے کو جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ بنایا ہے۔ یہ زمین کا وہ حصّہ ہے جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے گھر اور آپ کے منبر (جس پر بیٹھ کر آپؐ خطاب کیا کرتے تھے) کے درمیان واقع ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ منبر (قیامت کے دن) حوضِ کوثر پر ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

ما بین بیتی و منبری	میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان
روضۃ من ریاض الجنۃ [1]	جو (زمین کا حصّہ) ہے یہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

ما بین بیتی و منبری	میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان
روضۃ من ریاض الجنۃ	جو (زمین کا حصّہ) ہے یہ جنّت
و منبری علی حوضی [2]	کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

اور میرا منبر (قیامت کے دن) حوضِ کوثر پر ہوگا۔

---

[1] البخاری: کتاب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ
المسلم: کتاب الحج

[2] البخاری: کتاب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ
المسلم: کتاب الحج

حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ[1]

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو (زمین کا حصہ) ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

۴۲۔ شق القمر کا معجزہ عطا کیا جانا

آپؐ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو شق القمر کا معجزہ عطا کیا۔ جب قریش مکہ نے آپؐ سے آپؐ کی نبوت و رسالت پر دلالت کرنے والی نشانی دکھانے کا مطالبہ کیا تو اس وقت آپؐ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا اور قریشِ مکہ سے فرمایا کہ میری نبوت و رسالت پر دلالت کرنے والی نشانی پر گواہ ہو جاؤ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ[2]

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو ہے اور انہوں نے (رسولِ خدا کو) جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور ہر کام کا ایک انجام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہلِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] الترمذی: کتاب المناقب
[2] القمر ۵۴: ۱-۳

مطالبہ کیا کہ وہ انہیں (اپنی نبوت و رسالت پر دلالت کرنے والی) نشانی دکھائیں:

فأراهم انشقاق القمر [1] — پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شق القمر کا معجزہ دکھایا۔

بخاری کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

فأراهم القمر شقتين حتى رأوا حراء بينهما [2] — حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چاند دو حصوں میں بٹا ہوا دکھایا۔ اس طرح کہ انہوں نے جبل حراء (جبل نور) کو دونوں حصوں کے درمیان دیکھا۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

بينما نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنیٰ اذا انفلق القمر فلقتين، فكانت فلقة وراء الجبل وفلقة دونه، فقال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أشهدوا [3] — جب چاند دو ٹکڑوں میں بٹا، ہم منیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں تھے۔ اس طرح کہ (چاند کا) ایک ٹکڑا پہاڑ (جبلِ نور) کے پیچھے تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ (جبلِ نور) کے آگے تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ:

إن القمر انشق على زمان رسول الله — نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کی ظاہری حیات)

---

[1] البخاری: کتاب المناقب: باب سؤال المشرکین أن یریهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیة فأراهم انشقاق القمر
المسلم: کتاب صفات المنافقین: باب انشقاق القمر

[2] البخاری: کتاب مناقب الأنصار: باب انشقاق القمر [3] البخاری

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]

کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔

جبکہ صحیح مسلم اور ترمذی میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

انفلق القمر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشہدوا [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند پھٹ گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (چاند کے پھٹ جانے پر) گواہ ہو جاؤ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

إنشق القمر علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی صار فرقتین: علی ھذا الجبل وعلی ھذا الجبل، فقالوا: سحرنا محمد، فقال بعضہم: لئن کان سحرنا ما یستطیع أن یسحر الناس کلہم [3]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کی ظاہری حیات) کے زمانہ میں چاند دو حصوں میں بٹ گیا۔ چاند کا ایک حصہ اس پہاڑ پر تھا اور دوسرا حصہ دوسرے پہاڑ پر تھا۔ اس پر قریشِ مکہ نے کہا ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو کر دیا ہے (نعوذ باللہ من ذلک) اس پر بعض قریشِ مکہ نے کہا کہ کوئی تمام لوگوں پر جادو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

رزین نے ان الفاظ کا اضافہ ہے:

---

[1] البخاری: کتاب التفسیر

[2] المسلم: کتاب صفات المنافقین
الترمذی: کتاب الفتن

[3] مسند احمد: (۴: ۸۲)
سنن الترمذی:

فکانوا یتلقون الرکبان فیخبرونھم انھم قد رأوہ فیکذبوھم [1]

سوار قریش مکہ سے ملتے تھے تو انہیں بتاتے تھے کہ انہوں نے بھی چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے اس پر قریش مکہ انہیں جھٹلاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے امام ابوداؤد الطیالسی نے روایت کیا ہے۔ اُس میں بھی اس قسم کے الفاظ ہیں [2]

۴۳ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پُشت مُبارک کے پیچھے بھی دیکھنا

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دوسرے انبیاء سے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ آپ اپنی پُشت مبارک کے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح کہ اپنے سامنے دیکھتے تھے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

ھل ترون قبلتی ھا ھنا ؟ فواللہ ما یخفی علیّ خشوعکم ولا رکوعکم، انی لأراکم من وراء ظھری [3]

کیا تم گمان کرتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے؟ اللہ رب العزت کی قسم! تمہارا نماز میں خشوع وخضوع اور رکوع کرنا مجھ سے مخفی نہیں ہے۔ بے شک میں اپنی پُشت کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ نے چہرۂ انور پھیر کر فرمایا:

---

[1] جامع الاصول (۱۱ : ۳۹۸)

[2] منحۃ المعبود (۲ : ۱۲۳)

[3] البخاری : کتاب الصلوٰۃ
المسلم : کتاب الصلوٰۃ

يا فلان ألا تحسن صلاتك؛	اے فلاں تو اپنی نماز کو حسین کیوں
ألا ينظر المصلى اذا صلى كيف	نہیں بناتا ؟ نمازی جب نماز پڑھ رہا ہو
يصلى ؟ فانما يُصلى لنفسهٗ	تو کیا وہ نہیں دیکھتا کہ وہ کیسے نماز پڑھ
انى واللہ لأبصر من ورائى كما	رہا ہے ! بے شک نمازی اپنے لیے نماز
أبصر من بين يدى [1]	پڑھتا ہے ۔ اللہ رب العزت کی قسم ـــ !

بے شک میں اپنی پشت کے پیچھے بھی اُسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ نبی مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور نماز کے بارے میں فرمایا :

انى لأراكم من ورائى كما أراكم [2]	جس طرح میں تمہیں دیکھ رہا ہوں بے شک اسی طرح میں اپنی پشت کے پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں ۔

نسائی شریف کی روایت ہے ۔

فوالذى نفسى بيده ، انى لأراكم من خلفى كما أراكم من بين يدى ۔ [3]	اُس ذات کی قسم ! جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح کہ میں تمہیں اپنے آگے دیکھتا ہوں ۔

---

[1] المسلم : کتاب الصلوٰۃ

[2] البخاری والمسلم : کتاب الصلوٰۃ

[3] سنن نسائی : کتاب الامامہ

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

قال العلماء: معناه أن الله تعالیٰ خلق له صلی الله علیه وسلم ادراکا فی قفاه یبصر به من ورائه وقد انخرقت العادة له صلی الله علیه وسلم باکثر من هذا ولیس یمنع من هذا عقل ولا شرع، بل ورد الشرع بظاهره، فوجب القول به ۱

علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہ خصوصیت رکھی ہے کہ آپ اپنی پشتِ مبارک کے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔ یہ فوق العادت واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سے زیادہ بار صادر ہوئے اور یہ بات عقل اور شرع کے مانع نہیں ہے۔ بلکہ یہ بات نصوص سے ثابت ہے پس اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا قول ہے کہ

هذه الرؤیة رؤیة بالعین حقیقة۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دیکھنا حقیقی آنکھ کے ساتھ دیکھنا تھا۔

۴۴۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا حق ہونا

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو اس کا خواب میں آپ کی زیارت کرنا حق ہے کیونکہ شیطان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ بلکہ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں

---

۱ شرح المسلم، ۴ (۱۴۹-۱۵۰)

زیارت کی تو وہ عنقریب حالتِ بیداری میں بھی آپؐ کی زیارت سے مشرف ہو گا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ والئ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من رآنی فی المنام فقد رآنی	جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا تو
فان الشیطان لا یتمثل بی [1]	بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ
	شیطان میرے مشابہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من رآنی فقد رأی الحق	جس شخص نے مجھ کو دیکھا۔ اس نے حق
[2]	دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من رآنی فی المنام فقد رآنی	جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا تو
فان الشیطٰن لا یتمثل بی ورؤیا	اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان
المؤمن جزء من ستة و	میرے مشابہ نہیں ہو سکتا اور مومن
أربعین جزءًا من النبوۃ	کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں
[3]	سے ایک جزء ہے۔

---

[1] البخاری : کتاب العلم
المسلم : کتاب الرؤیا

[2] البخاری : کتاب التعبیر

[3] البخاری : کتاب التعبیر

بخاری شریف میں ہی حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم سے یہ فرماتے سنا گیا۔

من رآنی فقد رأی الحق فان الشیطان لا یتکوننی [1]	جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ بے شک شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من رآنی فی النوم فقد رآنی، انہ لا ینبغی للشیطان أن یتمثل فی صورتی [2]	جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا:

من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ، ولا یتمثل الشیطان بی۔ [3]	جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب حالتِ بیداری میں مجھے دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

۴۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انبیاء کا ان کی اُمتوں سمیت پیش کیا جانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک منفرد شان یہ بھی ہے کہ آپؐ کے سامنے انبیاء علیہم السلام

---

[1] البخاری : کتاب التعبیر

[2] المسلم : کتاب الرؤیا

[3] البخاری : کتاب التعبیر
المسلم : کتاب الرؤیا

کو ان کی امتوں سمیت پیش کیا جانا۔ ہر نبی اپنی امّت کے ساتھ تھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امّت جو کہ تعداد میں سب امتوں سے زیادہ تھی آپؐ کے ساتھ تھی۔ بعض انبیاء علیہم السلام ایسے تھے کہ اُن کی امّت بہت تھوڑی تھی اور بعض انبیاء کے ساتھ ایک امّتی بھی نہیں تھا۔ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

عرضت علی الامم، فأخذ النبی یمر معہ الامۃ، والنبی یمر معہ النفر، والنبی یمر معہ العشرۃ، والنبی یمر معہ الخمسۃ، والنبی یمر وحدہ .....[1]	میرے سامنے (انبیاء علیہم السلام کی) اُمتوں کو پیش کیا گیا۔ ہر نبی اپنی امّت کے ساتھ گزرنا شروع ہوا۔ کوئی نبی گزرا کہ اس کے ساتھ (امّتیوں کا) ایک گروہ تھا اور کوئی نبی اس حال میں گزرا کہ اس کے ساتھ دس (امّتی) تھے۔ اور

کوئی نبی گزرا کہ اُس کے ساتھ پانچ (امّتی) تھے۔ اور کوئی نبی اس حال میں گزرا کہ اُس کے ساتھ کوئی بھی امّتی نہیں تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عرض علی الانبیاء، فاذا بموسیٰ ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءۃ[2]	میرے سامنے انبیاء کو پیش کیا گیا۔ ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام قبیلہ شنوءۃ کے آدمیوں کی طرح تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] البخاری : کتاب الرقاق
المسلم : کتاب الایمان

[2] المسلم : کتاب الایمان

علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ خوب باتیں ہوئیں۔ پھر ہم گھروں کو لوٹ آئے۔ صبح جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

عرضت علی الانبیاء اللیلۃ بأتباعھا من أمتھا، فجعل النبی یجئی ومعہ الثلاثۃ من قومہ، والنبی ومعہ العصابۃ والنبی ومعہ النفر، والنبی لیس معہ احد من قومہ	رات میرے سامنے انبیاء (علیہم السلام) پیش کیے گئے۔ ان کے اتبعوں میں سے متبعین ان کے ساتھ تھے۔ پس ہر نبی نے آنا شروع کیا اس حال میں کہ کسی نبی کے ساتھ اس کی قوم میں سے تین آدمی تھے، کسی نبی کے ساتھ (افراد کی) ایک جماعت تھی، کسی نبی کے ساتھ ایک گروہ تھا اور کسی نبی کے ساتھ اُس کی قوم میں سے ایک فرد بھی نہیں تھا۔

۴۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوّت کا ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک منفرد شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوّت بنائی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء، مہرِ نبوت کے حامل ہیں۔ اس کا اظہار آپؐ کی ولادت باسعادت کے بعد قبیلہ بنوسعد میں رضاعت کے دوران ہُوا۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہِ اقدس میں لے گئی اور عرض کیا کہ

یا رسول اللہ إن ابن اختی وجع فمسح رأسی، ودعالی بالبرکۃ	یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! میرے بھانجے کو سر درد ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم

ا۔ المستدرک، ۴: ۵۷۷ ـ ۵۷۸

ثم توضأ فشربت من وضوئه ثم قمت خلف ظهره فنظرت الی خاتمہ بین کتفیہ مثل زر الحجلة [1]

نے میرے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی۔ پھر آپؐ نے وضو کیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو پی لیا۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتِ مبارک کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے آپؐ کے کندھوں کے درمیان آپؐ کی مہرِ نبوت کو دیکھا جو کہ کبوتری کے انڈے کے برابر تھی۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ کھانا اور گوشت کھایا

ثم درت خلفہ فنظرت الی خاتم النبوۃ بین کتفیہ، عند ناغض کتفہ الیسری جمعا، علیہ خیلان کامثال الثآلیل [2]

پھر میں گھوم کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گیا تو میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھا۔ جو کہ آپؐ کے بائیں کندھے کے ابھار کے نزدیک تھی۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رأیت خاتما فی ظهر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کأنہ بیضۃ حمام [3]

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک میں مہر کو دیکھا جو کہ کبوتر کے انڈے کی مانند تھی۔

آپ ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے:

---

[1] البخاری : کتاب المناقب
المسلم : کتاب الفضائل

[2] المسلم : کتاب الفضائل

[3] المسلم : کتاب الفضائل

ورأيت الخاتم عند كتفه مثل بيضة الحمامة يشبه جسده [1]	میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کے پاس مہر کو دیکھا جو کہ کبوتری کے انڈے کی مانند تھی۔ اور (وہ مہر) آپؐ کے جسم کے مشابہ تھی۔

۴۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع کیا جانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ایک خصوصیت یہ عطا فرمائی ہے کہ آپؐ کو ان امور کے بارے میں خبر دی کہ آپؐ سے پہلے کسی اور نبی کو ان امور کے بارے میں خبر نہیں دی تھی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آئندہ واقع ہونے والے بہت سے اُمور کے بارے میں اطلاع دی بلکہ آپؐ کو علوم ماکان و مایکون عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ اہلِ جنّت کے جنّت میں داخل ہونے اور اہلِ دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے کے وقت تک کی ہر شئے کا علم دیا۔

جن غیبی اشیاء کے بارے میں آپؐ کو مطلع کیا گیا اُن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ ہم چند احادیث کے ذریعے اس کی طرف محض اشارہ کریں گے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی کہ جس ثناء کا وہ اہل ہے۔ پھر آپؐ نے دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں تم کو دجّال سے ڈراتا ہوں۔ کوئی بھی ایسا نبی نہیں ہے جس نے اپنی قوم کو اُس سے نہ ڈرایا ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجّال سے ڈرایا۔ لیکن میں تم کو دجّال کے

---

[1] المسلم : کتاب الفضائل

بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کہ کسی بھی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ جان لو! کہ دجّال کانا ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ (نعوذ باللہ) کانا نہیں ہے (یاد رہے کہ دجّال اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا)۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

ہر نبی نے اپنی امّت کو کانے، جھوٹے (دجّال سے ڈرایا ہے۔ جان لو کہ وہ کانا ہے۔ جبکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ (نعوذ باللہ) اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "ك ف ر" لکھا ہوا ہوگا۔ [2]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً فأخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم وأھل النار منازلھم، وحفظ ذلك من حفظ و نسیہ من نسیہ۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ ایک ایسی نشست فرمائی جس میں آپؐ نے ہمیں ابتدائے خلق سے لے کر اہلِ جنّت کے جنت میں داخل ہونے اور اہلِ دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبریں دیں۔ اور یاد کرنے والوں نے سے یاد کر لیا اور بھُولنے والے بھُول گئے۔ [3]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

---

[1] صحیح البخاری : کتاب الجھاد ، صحیح مسلم : کتاب الفتن

[2] صحیح البخاری : کتاب الفتن ، صحیح مسلم : کتاب الفتن

[3] صحیح البخاری : کتاب بدء الخلق

مسلمہ کو ایک یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے کہ قیامت کے دن جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے امتِ مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کے اکرامات کو دیکھیں گے تو وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی امتِ مسلمہ میں سے ہوتے۔ تاکہ وہ بھی اُس فضل وکرم اور احسان کو پالیتے جو مسلمانوں پر ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الٓرٰ۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ [1]

الف۔ لام۔ را۔ یہ آیات ہیں کتابِ الٰہی کی۔ اور روشن قرآن کی۔ کفار (عذاب میں گرفتار ہونے کے بعد) بہت آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

۹۷۔ امتِ مسلمہ کا سب سے آخری اور سب سے پہلے ہونا

اللہ نے امتِ مسلمہ کو ایک یہ نشانی بھی عطا فرمائی ہے کہ وجود میں امتِ مسلمہ تمام امتوں کے آخر میں ہے لیکن یہی امت مرنے کے بعد زندہ کیے جانے حساب ہونے اور جنت میں داخل ہونے میں دوسری امتوں سے پہلے ہوگی۔

حضرت سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ:

نحن الآخرون السابقون يوم القيامة، بيد أنهم

ہم دنیا میں سب سے آخری اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہیں

---

[1] البخاری: کتاب الجمعہ

قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ، الا حدث بہ، حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ، قد علمہ أصحابی ھؤلاء، وانہ لیکون منہ الشیئ قد نسیتہ، فأراہ فأذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا رآہ عرفہ۔

ایک موقعہ پر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپؐ نے قیامت کے قائم ہونے تک کی تمام اشیاء کی خبر دی۔ اسے یاد کرنے والوں نے یاد کرلیا۔ اور جو اسے بھولنے والے بھول گئے۔ صحابہ ان اشیاء کو جان گئے۔ اور ان اشیاء میں اگر کوئی شے میں بھول جاتا، تو اُس کو دیکھنے کے بعد اسے یاد کرلیتا۔ جس طرح کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص جب وہ اُس سے غائب ہوتا ہے، یاد کرتا ہے۔ پھر جب اُس کو دیکھتا ہے تو اُسے جان لیتا ہے۔ [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللّٰہ عنہ سے مروی ہے کہ:

صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الفجر، وصعد المنبر، وخطبنا حتی حضرت الظھر، فنزل فصلی، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت العصر، ثم نزل فصلی، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی غربت الشمس، فأخبرنا بما کان وبما ھو کائن، فأعلمنا أحفظنا۔

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اور منبر پر جلوہ افروز ہوگئے اور ہمیں

---

[1] البخاری : کتاب القدر ، المسلم : کتاب الفتن

[2] المسلم : کتاب الفتن [3]

خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ پس آپ نیچے تشریف لائے اور نماز (ظہر) پڑھی۔ پھر آپؐ منبر پہ جلوہ افروز ہو گئے اور ہمیں خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ پھر (منبر سے) نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ آپؐ پھر منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور ہمیں خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (فجر سے غروب شمس تک) ماکان و مایکون کی خبر دی۔ پس ہم نے خوب جان لیا اور اچھی طرح یاد کر لیا۔[۱۳]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بما هو كائن الى ان تقوم الساعة، فما منه شيئ الا قد سألته، الا اني لم اسأله: ما يُخرِج أهل المدينة من المدينة۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیامت تک، جو کچھ ہونے والا ہے، کی خبر دی پس کوئی چیز ایسی نہ بچی جس کے بارے میں میں نے سوال نہ کیا ہو۔ مگر میں نے ایک سوال نہ کیا کہ مدینہ سے اہلِ مدینہ کو کون نکالے گا؟[۱۴]

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خصائص عطا فرمائے وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ ہیں جو کہ میں نے بحث کے شروع میں ذکر کیے۔ بہر حال جو کچھ مذکور ہوا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے نزدیک جو عظمت، سربلندی اور مقام و مرتبہ ہے اُس پہ دلالت کرنے کے لیے کافی ہے۔ جو شخص مزید مطالعہ کرنا چاہے، چاہیئے کہ وہ کتبِ خصائص کی طرف رجوع کرے۔

باب ثانی

ان خصائص کے بیان میں جن سے
اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آخرت میں نوازا۔

اس دوسری بحث میں ان اکرامات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت میں عطا کیے۔

وہ انعامات و اکرامات جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت میں عطا کیے دیگر کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے وہ بھی بے شمار ہیں۔ ہم چند خصائص کی طرف اشارہ کریں گے جو اس سے زائد چاہے اُسے کُتب خصائص کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

۴۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گواہ ہونا

اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں پر گواہ بنایا اور آپؐ کی امت کو بھی سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں پر گواہ بنایا ہے۔ آپؐ کو اپنی امت پر گواہ بنایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا[1]

اے نبی (مکرم)، ہم نے آپؐ کو گواہ، خوشخبری سُنانے والا، اور بروقت ڈرانے والا، اور اللہ کی طرف اس کے اذن سے بلانے والا اور روشن کردینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔

---

[1] الاحزاب ۳۳ : ۴۵-۴۶

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا [1]

اور (اُن نافرمانوں کا) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لے آئیں گے۔ اور (اے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم) اُن سب پر آپؐ کو گواہ (بنا کر لائیں گے)۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ [2]

اور وہ دن (بڑا ہولناک ہوگا) جب ہم ہر امت سے انہیں میں سے اُن پر ایک گواہ اٹھائیں گے اور آپؐ کو اُن سب پر بطور گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے آپؐ پر یہ ایسی کتاب اتاری ہے جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے۔

جہاں تک حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اپنی امت پر گواہ ہونے اور آپؐ کی امت کا سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر گواہ ہونے کا تعلق ہے اس کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا [3]

اور اسی طرح (اے میرے محبوب کے غلامو!) ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔ اور (ہمارا پیارا) رسولؐ تم پر گواہ ہو۔

---

[1] النساء ۴ : ۴۱

[2] النحل ۱۶ : ۸۹

[3] البقرہ ۲ : ۱۴۳

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ [1]	اُس نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے اس سے پہلے اور اس قرآن میں بھی تمہارا یہی نام ہے۔ تاکہ رسول کریم تم پر گواہ بن جائیں اور تم تمام لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ نے شہدائے احد پر نماز جنازہ پڑھی۔ نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد آپ منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا:

إني فرط لكم، وأنا شهيد عليكم وإني والله لأنظر الى حوضي الآن وإني قد أعطيت مفاتيح خزائن الأرض [2]	میں تمہارے لیے آخرت میں منتظم ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم بے شک میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سابقہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں اُن کی امتوں کے خلاف گواہی دے گی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے گواہی دینگے۔

۴۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعات کا عطا کیا جانا

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو کثیر شفاعات عطا کی گئیں۔ بعض نے تیرہ تک

---

[1] الحج ۲۲ : ۷۸

[2]

تک بیان کی ہیں۔ بعض شفاعات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بھی (خواہ وہ آپؐ کی امّت میں سے ہوں یا سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے) شریک ہیں۔

متعدد شفاعات ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہی خاص کیا ہے۔ خواہ وہ حسابِ قیامت کے شروع ہونے سے پہلے ہوں یا بعد میں۔ اسی طرح وہ شفاعت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہی خاص ہے جو کہ حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أعطيت خمساً لم يعطهن احد من الانبياء قبلی ...... وأعطيت الشفاعة [1]

مجھے پانچ ایسی اشیاء عطا کی گئیں جو کہ مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو عطا نہیں کی گئیں ...... اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

ہم نے اپنی دوسری کتاب میں اُن تمام شفاعات کو ذکر کیا ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء کے مابین انفرادیت حاصل ہے خواہ یہ شفاعت اُس شخص کو دوزخ سے نکالنے کے لیے ہو جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی ایمان ہو، اُن گناہگاروں کی بخشش کے لیے ہو جن سے صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہوئے ہیں، اُس شفاعت کے لیے ہو جس کو رد نہیں کیا جائے گا، قیامت کے خوف سے مخلوق کو امن دینے کے لیے ہو یا گناہگاروں کے جنّت میں داخل ہونے کے لیے ہو۔

۵۰۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے اُٹھایا جانا

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے

---

[1] البخاری: کتاب التیمم، المسلم: کتاب المساجد

شخص ہوں گے جنکو سب سے پہلے اٹھایا جائیگا جبکہ باقی لوگ ابھی اپنی قبروں میں ہوں گے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

أنا سيد ولد آدم يوم القيامة
واول من ينشق عنه القبر
واوّل شافع واوّل مشفع [1]

قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جو قبر سے نمودار ہوگا۔ اور میں سب سے پہلے شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں گا۔

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

أنا سيد ولد آدم يوم القيامة،
وبيدي لواء الحمد ولا فخر
وما من نبي يومئذ: آدم
فمن سواه، الا تحت لوائي
وانا اول من تنشق عنه
الارض ولا فخر [2]

میں بنی آدم کا قیامت کے دن سردار ہوں گا اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر مجھے فخر نہیں ہے۔ اور حضرت آدمؑ سمیت تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے نمودار ہوں گا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

---

[1] المسلم : کتاب الفضائل

[2] مسند احمد : ۳ : ۲ ، الترمذی : کتاب المناقب

۵۱ - آپ کا انبیاء علیہم السّلام کا امام اور خطیب ہونا

قیامت کے دن آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم انبیاء علیہم السّلام کے امام، خطیب، بشارت دینے والے اور ان کے حق میں شفاعت کرنے والے ہوں گے اس پر آپ کو فخر نہیں ہے۔ اور یہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت اور قدر و منزلت کی انتہا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

أنا اوّل الناس خروجاً اذا بعثوا، وأنا خطیبھم اذا وفدوا، وأنا مبشرھم اذا أیسوا، لواء الحمد یومئذ بیدی، وأنا أکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر [۱]	جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو میں لوگوں میں سے سب سے پہلا ہوں گا۔ اور جب لوگ آئیں گے تو میں اُن کو خطاب کرنے والا ہوں گا اور جب لوگ مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا

اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اپنے رب کے پاس بنی آدم میں سب سے زیادہ مکرّم ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامۃ کنت	قیامت کے دن میں انبیاء کا امام،

---

[۱] مسند احمد

امام النبیّین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر [1]

خطیب اور ان کے حق میں شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اس پر مجھے فخر نہیں

۵۲۔ تمام انبیاء علیہم السّلام کا آپؐ کے جھنڈے کے نیچے ہونا

قیامت کے دن تمام لوگ جن میں انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ یہ بھی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت اور قدرو منزلت کی انتہا ہے۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

أنا سید الناس یوم القیامۃ ولا فخر، ما من أحد الا ھو تحت لوائی یوم القیامۃ ینتظر الفرج، وإن معی لواء الحمد، انا امشی و یمشی الناس معی، حتی آتی باب الجنۃ فاستفتح: فیقال: من ھذا؟ فأقول: محمّد، فیقال: مرحباً

قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ قیامت کے دن ہر کوئی میرے جھنڈے کے نیچے کشادگی کا منتظر ہوگا۔ میرے ساتھ حمد کا جھنڈا ہوگا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ جنّت کا دروازہ آجائے گا۔ پس میں (اُسے) کھولنے کے لیے کہوں گا۔ پوچھا جائے گا۔ کون ہے؟ میں

---

[1] سنن الترمذی: کتاب المناقب

بحمد، فاذا رایت ربی ضررت له ساجداً أنظر الیه۔ [1]

جواب دوں گا۔ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس پر کہا جائے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید۔ پس اچانک اسی لمحہ مجھے ربّ کریم کا دیدار ہوگا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے میں سجدے میں گر جاؤں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ابھی (پچاسویں خصوصیت میں) گزری، میں یہ الفاظ بھی ہیں:

آدم فمن سواه إلا تحت لوائی .... [2]

آدم سمیت تمام انبیاء علیہم السلام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہر نبی کو ایک دعا کا حق ملا جس کو اس نے دنیا میں ہی پورا کر لیا۔ میں نے اپنی امت کے لیے شفاعت کی دعا کو محفوظ کر لیا ہے۔ قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے نمودار ہوگا (اٹھایا جائے گا) اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

وبیدی لواء الحمد ولا فخر آدم فمن دونه تحت لوائی ولا فخر..... [3]

اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ آدمؑ اور اور ان کے بعد جتنے انبیاء (علیہم السلام) آئے، میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

---

[1] المستدرک، ۱: ۳۰

[2] مسند احمد ۳: ۲

[3] مسند احمد ۱: ۲۸۱، ۲۹۵

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبئ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

فضلت علی الأنبیاء بستٍ لم یعطهن أحد کان قبلی: غفرلی ما تقدم من ذنبی و ما تأخر، وأحلت لی الغنائم ولم تحل لأحد کان قبلی، و جعلت أمتی خیر الأمم، و جعلت لی الأرض مسجدًا و طهورًا وأعطیت الکوثر و نصرت بالرعب والذی نفسی بیده إن صاحبکم لصاحب لواء الحمد یوم القیامة، تحته آدم فمن دونه[1]

تمام انبیاء پر مجھے چھ ایسی اشیاء کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ کہ میرے غلاموں (جو پہلے گذر گئے اور جو بعد میں آئیں گے) کے گناہوں کو بخش دیا گیا اور میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا جبکہ مجھ سے پہلے کسی نبی کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ اور میری امّت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا گیا اور میرے لیے تمام زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا۔ اور مجھ کو (حوضِ) کوثر عطا کیا گیا۔ اور میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی اور اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت کے دن تمہارا سردار حمد کے جھنڈے والا ہو گا۔ اور اُس جھنڈے کے نیچے آدمؑ سمیت تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔

۵۳- آپؐ کا پُل صراط پر سے سب سے پہلے گزرنا

آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک خُصوصیت یہ ہے کہ آپ پوری مخلوق میں

---

[1] مجمع الزوائد ۸ : ۲۶۹

سے سب سے پہلے ہوں گے جو پل صراط پر سے اپنی امت کو لے کر گزریں گے۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ

و یضرب الصراط بین ظھری جھنم، فأکون أنا و أمتی اوّل من یجیز... [1]	اور پل صراط کو جہنم کے درمیان قائم کیا جائے گا۔ پس میں اور میری امت (مخلوق میں سے) سب سے پہلے ہوں گے جو کہ پل صراط پر سے گزریں گے....

بخاری شریف میں یہ الفاظ منقول ہیں۔

فأکون اوّل من یجیز من الرسل بامتہ [2]	انبیاء میں سے سب سے پہلا شخص ہوں گا جو کہ اپنی امت کے ساتھ (پل صراط پر سے) گزرے گا۔

۵۴۔ آپ کا سب سے پہلے جنّت کے دروازے کو کھٹکھٹانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے شخص ہوں گے جو جنّت کے دروازے کو کھٹکھٹائیں گے تو جنّت کا دروازہ آپ کے لیے کھول دیا جائے گا۔ آپ سے پہلے کسی کے لیے نہیں کھولا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أنا أکثر الانبیاء تبعًا یوم القیامۃ، و أنا اوّل من	قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ میرے امتی ہوں گے اور

---

[1] البخاری : کتاب الأذان

[2] المسلم : کتاب الایمان

يقرع باب الجنه [1] — میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائے گا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آتی باب الجنة یوم القیامة، فاستفتح، فیقول الخازن: مَنْ أنت؟ فأقول: محمد فیقول: بك أمرت، لا أفتح لاحد قبلك [2]

قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا۔ اور دروازہ کھولنے کیلئے کہوں گا۔ اس پر دربان کہے گا۔ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس پر وہ عرض کرے گا۔ آپ کے لیے ہی (دروازہ کھولنے کا) مجھے حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ آپ سے پہلے کسی شخص کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔

۵۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا

جس طرح آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے دروازے کو کھٹکھٹانے والے سب سے پہلے شخص ہوں گے اسی طرح جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کی امت کے گناہگار بھی ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] المسلم : کتاب الایمان

[2] المسلم : کتاب الایمان

آتی باب الجنة یوم القیامة فأستفتح فیقول الخازن: من أنت؟ فأقول: محمد فیقول: بك امرت لا افتح لأحد قبلك [1]

قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور (دروازہ) کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ اس پر دربان کہے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس پر وہ عرض کرے گا۔ آپؐ کے لیے ہی (دروازہ کھولنے کا) مجھے حکم دیا گیا ہے۔ آپؐ سے پہلے کسی کے لیے میں دروازہ نہیں کھولوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ نے فرمایا:

فآخذ بحلقة باب الجنة فأقعقعها، فیقول: من هذا؟ فیقال: محمد فیفتحون لی، ویرحبون، فیقولون: مرحبا.....[2]

میں جنت کے دروازے کی کنڈی کو پکڑوں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا۔ اس پر کہا جائے گا۔ کون ہے؟ میں کہوں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پس (ملائکہ) میرے لیے دروازہ کھول دیں گے اور خوش آمدید کہیں گے۔

۵۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا کیا جانا

وسیلہ وہ مرتبہ عالیہ ہے جس کو جمیع مخلوق میں سے سوائے ایک ذات کے

---

[1] المسلم: کتاب الایمان

[2] سنن الترمذی: کتاب التفسیر

کوئی شخص نہیں پہنچ سکا۔ اور وہ ذات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہے جو کہ اس مرتبہ عالیہ کو پہنچے گی۔ اس مرتبہ عالیہ کو پانے پر اوّل تا آخر تمام لوگ آپؐ کی تعریف کریں گے اور اس عظیم بزرگی کے عطا ہونے پر آپؐ پر رشک کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو جو وہ کہتا ہے اُسی کی مثل کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔

فان من صلی علی صلوٰۃً	بے شک جو شخص مجھ پر درود پڑھتا
صلی اللہ علیہ بہا عشرا	ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس مرتبہ
	درود پڑھتا ہے۔

پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو۔ بے شک وسیلہ جنّت میں ایک مقام ہے جس کو اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ پائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پس جو شخص میرے لیے وسیلے کی دعا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہو جائے گی [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سننے کے بعد یہ الفاظ کہے۔

اللّٰھمّ رب ھذہ الدعوۃ التامۃ	اے ہماری اس دعائے تامہ کے رب
والصلوٰۃ القائمۃ، آت محمدًا	اور نماز (جو کہ قائم ہونے والی ہے)
الوسیلۃ والفضیلۃ، وابعثہ	کے رب۔ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو
مقامًا محمودًا الذی وعدتہ	وسیلہ اور فضیلہ عطا فرما اور آپؐ کو مقام

---

[1] المسلم : کتاب الصلوٰۃ

حلت له شفاعتي يوم القيامة[1] — محمود پر مبعوث فرما جس کا تو نے وعدہ کیا ہے (تو) قیامت کے دن اس شخص کے لیے میری شفاعت حلال (جائز) ہو گی

فضیلۃ سے مراد تمام مخلوق پر مرتبۂ زائدہ ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ کوئی اور مقام ہو۔

۵۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود عطا کیا جانا

آپ صلی اللہ کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔ جس پر تمام مخلوق آپ کی تعریف کرے گی۔ اور انبیاء سمیت تمام مخلوق میں سے صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہے جس کو مقامِ محمود عطا کیا جائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا[2] — اور رات کے بعض حصہ میں اٹھو اور نمازِ تہجد ادا کرو۔ یہ نماز آپ کے لیے زائد ہے۔ یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔ میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہو گی۔

فیکسونی ربی تبارك وتعالیٰ — اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے سبز رنگ کی چادر

---

[1] البخاری : کتاب الأذان

[2] سورۃ الاسراء ۱۷ : ۷۹

حلة خضراء، ثم يؤذن لي فأقول ما شاء الله أن أقول، فذالك المقام المحمود[1]

کا لباس پہنائیں گے۔ پھر مجھے اجازت دی جائے گی پس میں، جو اللہ چاہے گا کہوں گا۔ اور یہ مقام محمود ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سورج اتنا قریب ہو جائے گا کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا۔ اس حال میں لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے مدد طلب کریں گے۔ لیکن وہ انکار کر دیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کریں گے وہ بھی انکار کر دیں گے پھر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے

ليشفع ليقضي بين الخلق، فيمشي حتى يأخذ الباب فيومئذ يبعثه الله مقاما محمودا يحمده أهل الجمع كلهم[2]

تاکہ آپؐ کی شفاعت مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے۔ پس آپ چلیں گے یہاں تک کہ آپ جنّت کے دروازے کی کنڈی کو پکڑ لیں گے۔ پس اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اس پر تمام اہلِ قیامت آپؐ کی حمد و تعریف کریں گے۔

۵۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا کیا جانا

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کوثر عطا کرنے کے لیے آپؐ کی ذاتِ گرامی کو مختص کیا۔ کوثر ایک نہر ہے جو کہ

---

[1] البخاری : کتاب الاذان

[2] البخاری : کتاب الزکاۃ

حوض میں گرتی ہے اور اُس نہر کے جام آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ جو شخص اس حوض میں سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا (اللہ تعالیٰ ہمیں اُس حوض میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ سے سیراب کرے۔ اور اس حوض میں سے پلنا ایسا پلنا ہے کہ اس کے بعد کبھی بھی ہم پیاس محسوس نہیں کریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ [1] — بے شک ہم نے تم کو کوثر عطا کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں جنت میں سیر کر رہا ہوں گا کہ میں ایک نہر پہ پہنچوں گا جس کے کناروں پہ خولدار موتیوں کے گنبد ہوں گے۔ میں پوچھوں گا کہ جبرئیل یہ کیا ہے؟ اس پر وہ عرض کرے گا۔

ھذا الکوثر الذی اعطاک ربک — یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ

فاذا طیبہ اذفس — کو عطا کیا ہے۔

اور اس کی خوشبو بڑی تیز ہوگی۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشادِ باری تعالیٰ " انا اعطینک الکوثر " کے بارے میں مروی ہے کہ کوثر ایک نہر ہے جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو عطا کیا جائے گی۔ اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتی ہوں گے اور اس نہر کے جام ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ [3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] سورۃ الکوثر : ۱

[2] البخاری : کتاب الرقاق

[3] البخاری : کتاب التفسیر

کو یہ فرماتے سنا

یا معشر الانصار موعدکم حوضی [1]

اے انصار تم سے میری ملاقات حوض (کوثر) پر ہو گی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں حوض پر تمہارا منتظم و منتظر ہوں گا جو شخص حوض پر آئے گا اور حوض میں سے پئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔ [2]

۵۹۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم کو حمد کا جھنڈا عطا ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ آپؐ کو قیامت کے دن حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

وان معی لواء الحمد

اور (قیامت کے دن) حمد کا جھنڈا میرے ساتھ ہو گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد درج ہے:

بیدی لواء الحمد ولا فخر [3]

...... میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا اس پر فخر نہیں۔

---

[1] مجمع الزوائد : ۱۰، ۳۶۱

[2] المسلم : کتاب الفضائل

[3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لواء الحمد یومئذ بیدی [1]	قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔

حمد کا جھنڈا حضور کے ہاتھ میں ہونے کے بارے میں اور بھی بے شمار احادیث مبارکہ ہیں۔ اور یہ کیسے نہ ہو؟ کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جتنے نبی آئے تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

۶۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عرش سے دائیں جانب کرسی کا ہونا

قیامت کے دن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک انفرادیت یہ بھی ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کرسی عرش الٰہی کے دائیں جانب ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مخلوقات میں سے کسی ایک کو بھی یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فاکسی حلۃ من حلل الجنۃ	مجھے جنت کی پوشاکوں میں سے
ثم أقوم عن یمین العرش،	ایک پوشاک پہنائی جائے گی۔ پھر میں
لیس أحد من الخلائق	عرش الٰہی کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔
یقوم ذلک غیری [2]	میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی

---

[2] الترمذی : کتاب المناقب

بھی شخص (عرش کے دائیں جانب) کھڑا نہیں ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ...... اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک خلقِ خدا میں سے سب سے زیادہ مکرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو مرنے کے بعد ایک ایک امّت کرکے اور ایک ایک نبی کرکے اٹھائے گا تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی امّت تمام امّتوں میں سے آخر میں آئے گی۔ پس حضور اللہ تعالےٰ اپنی دائیں جانب کرسی عطا فرمائے گا۔

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوں گے تو آپؐ کی امّت کے نیکوکار اور گناہگار بھی آپ کی اتباع کریں گے۔ پھر جہنّم کا پل ڈالا جائیگا کفّار پل کو پکڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی آنکھوں کی بینائی ختم کردے گا۔ جس سے وہ پل کے دائیں بائیں گر پڑیں گے۔ جبکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھ جو صالحین ہوں گے وہ (پل عبور کرنے میں) کامیاب ہوں گے۔ پھر اُن کو ملائکہ ملیں گے اور وہ صالحین کو جنت میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دائیں بائیں ان کے مقامات دکھادیں گے۔ یہاں تک کہ آپؐ اپنے رب کے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس آپؐ کے لیے اللہ تعالیٰ کے عرش کے دائیں جانب کرسی رکھی جائے گی۔ پھر منادی دینے والا نداء دے گا کہ حضرت موسیٰ اور اُن کی امّت کہاں ہے؟[1]

۶۱۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیروکاروں کا سب انبیاء سے زیادہ ہونا

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت کے دن آپ صلّی اللہ

---

[1] المستدرک : (۴ : ۵۶۸ - ۵۶۹)

علیہ وسلّم کے پیروکار تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔ متّبعین کی اتنی کثرت کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوگی بلکہ انبیاء علیہم السلام میں سے بعض نبی ایسے ہوں گے کہ ان کے متبعین بالکل تھوڑی تعداد میں ہونگے، کسی کا ایک پیروکار ہوگا۔ کسی کے تین، اور کسی کے دس۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو ایسی نشانیاں عطا کی گئی ہیں جن پر لوگ ایمان لے آئیں اور مجھ کو جو نشانی عطا کی گئی وہ وحی ہے جو کہ اللہ نے میری طرف کی۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے متبعین تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے:

أنا أكثر الأنبياء تبعًا يوم القيامة[2]

قیامت کے دن میرے متبعین تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی میری تصدیق کی گئی اتنی انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی تصدیق نہیں کی گئی اور انبیاء (علیہم السّلام) میں سے بعض نبی ایسے ہیں کہ اُن کی اُمت میں سے صرف ایک آدمی نے اُن کی تصدیق کی۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) میرے سامنے امتوں کو پیش کیا جائے گا تو میں کسی نبی کو

---

[1] البخاری : کتاب فضائل القرآن

[2] المسلم : کتاب الایمان

[3] المسلم : کتاب الایمان

کو دیکھوں گا کہ اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ اور کوئی نبی ایسا ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک آدمی ہوگا، کوئی نبی ایسا ہوگا کہ اس کے ساتھ دو آدمی ہوں گے اور کوئی نبی ایسا بھی ہوگا کہ اُس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ہوگا۔ اچانک میرے سامنے ایک عظیم اکثریت لائی جائے گی تو میں گمان کروں گا کہ شاید یہ میری اُمّت ہے۔ اس پر مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم ہے۔ آپ کنارۂ آسمان کی طرف دیکھیں۔ تو میں دیکھوں گا کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی کثرت ہے۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ آسمان کے دوسرے کنارے کی طرف دیکھو۔ میں دیکھوں گا کہ اُس طرف بھی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اس پر مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ آپ کی اُمّت ہے اور ان کے ساتھ ستّر ہزار وہ آدمی بھی ہیں جو کہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے ......[1]

جبکہ بخاری شریف میں ہے کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ آسمان کے کنارے کی طرف دیکھئے۔ (میں دیکھوں گا) کہ آدمیوں کی بہت بڑی تعداد ہے جس نے آسمان کے کنارے کو بھر دیا ہے۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ آسمان کے اس کنارے کو بھی دیکھئے۔ تو میں دیکھوں گا کہ آدمیوں کی کثرت نے آسمان کے کنارے کو بھر دیا ہے۔ پھر مجھ سے کہا جائیگا کہ یہ آپکی اُمّت ہے ......[2]

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت بڑی تعداد میں جنّت میں داخل ہوگی۔ یہ تمام باتیں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متبعین کے کثیر ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن اوّلین و آخرین کا سردار ہونا

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ رب العزّت آپ صلی اللہ

[1] المسلم : کتاب الایمان

[2] البخاری : کتاب الطب

علیہ وسلم کو قیامت کے دن اوّلین و آخرین کا سردار بنائے گا۔ انبیاء و مرسلین علیھم الصّلوٰۃ والسّلام حضور صلّی اللہ علیہ کی اس شان کے بارے میں جانتے ہیں۔ آپؐ کو یہ شان عطا ہونے پہ اوّلین و آخرین آپؐ پہ رشک کریں گے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس طرح ہوگا! (یہ اس طرح ہوگا کہ) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین کو ایک بلند جگہ پہ جمع کریگا۔ پس لوگ پکارنے والے کو سنیں گے اور لوگوں کی قوّتِ بصارت چلی جائے گی۔ اور سورج (زمین کے) قریب آجائے گا۔ پس لوگوں کو ایسا غم اور تکلیف پہنچے گی جس کی وہ طاقت نہیں رکھیں گے۔ اور نہ اس کو اٹھا سکیں گے...... پھر حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے طویل حدیثِ شفاعت بیان کی۔ اور وہ کیسا سماں ہوگا جب انبیاء ایک ایک کر کے آئیں گے اور پھر جو کچھ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے ہوگا۔ مثلاً عرشِ الٰہی کے نیچے آپؐ کا سجدہ کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا[1]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:

انا سید ولد آدم یوم القیامه — قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار
و اوّل من ینشق عنه القبر[2] — ہونگا اور پہلا شخص ہوں گا جو قبر سے اٹھوں گا

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

---

[1] المسلم : کتاب أحادیث الانبیاء

[2] المسلم : کتاب الفضائل

أنا سید الناس یوم القیامة	قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار
ولا فخر...... [۱]	ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے..

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

أنا سید ولد آدم یوم القیامة	قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار
وبیدی لواء الحمد ولا فخر	ہوں گا۔ اور میرے ہاتھ میں حمد کا
[۲]	جھنڈا ہوگا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے

۶۳۔ آپ کا سب سے پہلے شفاعت کرنا اور آپ کی شفاعت کا سب سے پہلے قبول ہونا

ہادیٔ دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اعمال کے پیش کیے جانے کے دن اور جنّت میں بھی آپ کی ذات ہوگی جو کہ سب سے پہلے شفاعت کرے گی۔ تمام مخلوق بشمول انبیاء و رسل علیہم السلام حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس شان کے بارے میں جانتے ہیں۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

انا سید ولد آدم، واوّل	میں بنی آدم کا سردار ہوں اور سب
من ینشق عنہ القبر، و	سے پہلا شخص ہوں جو کہ قبر سے اٹھوں گا

---

[۱] المستدرک

[۲] مسند احمد

اوّل شافع، واول مشفع [1] اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا اوّل الناس یشفع فی الجنۃ، وانا اکثر الانبیاء تبعاً۔ [2] علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے مروی دوسری حدیث ان الفاظ میں ہے:

أنا اوّل شفیع فی الجنۃ [3] میں جنت میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں بنی نوع انسان کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ اور میں سب سے پہلا شخص ہوں جو شفاعت کرے گا اور سب سے پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔۔۔۔ [4]

---

[1] المسلم : کتاب الفضائل

[2] المسلم : کتاب الایمان

[3] المسلم : کتاب الایمان

[4] مسند احمد : (۳ : ۲)

۶۴۔ حضور علیہ السلام کا لوگوں کو اُس دن خوشخبری دینا جس دن انبیاء علیہم السلام بھی آپؐ کی پناہ لیں گے

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگ بشمول انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی پناہ لیں گے ۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کی بشارت دیں گے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں پل صراط پر سے اپنی امت کے گزرنے کا انتظار کر رہا ہوں گا کہ میرے پاس عیسٰی (علیہ السلام) آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کے پاس تمام انبیاء آئے ہیں وہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہوئے جمع ہوئے ہیں کہ اللہ امتوں کے اجتماع کو جہاں چاہے جُدا جُدا کر دے ۔ یہ دعا وہ اس غم کے سبب سے مانگیں گے جس میں وہ مبتلا ہونگے ۔ اور مخلوق کا یہ حال ہوگا کہ وہ مُنہ مُنہ تک پسینے میں (ڈوبی) ہوگی ۔ اور مومن کی یہ حالت ہو گی جیسے اُسے زکام ہوا ہو ۔ جبکہ کافر کی یہ حالت ہوگی کہ اُس پر موت چھائی ہوگی ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسٰی (علیہ السلام) سے فرمائیں گے کہ اے عیسٰی آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں تمہاری طرف لوٹ آؤں ۔ آپؐ عرش الٰہی کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز پائیں گے جو کہ کسی مقرب فرشتے اور نبی یا رسول نے نہیں پائی ہوگی ۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ جبرئیل کی طرف وحی کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاؤ اور ان سے کہو کہ اپنا سر اٹھائیے اور سوال کیجئے ، آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے ، آپ کی شفاعت قبول کی جائے

گی) حضور صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اس پر میں اپنی امّت کے حق میں شفاعت کروں گا.......[1]

حضرت انسؓ سے ہی مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے :

" (قیامت کے دن) جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو میں سب سے پہلا (قبر سے) نکلنے والا ہوں گا۔ اور جب لوگ آئیں گے تو میں اُن کو خطاب کرنے والا ہوں گا ۔ اور جب لوگ مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا.......[2]

جب تمام انبیاء (علیہم السلام) مخلوقات کے لیے شفاعت کرنے سے براءت چاہیں گے۔ اس وقت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم شفاعت فرمائیں گے ۔ اور ارشاد فرمائیں گے (أنا لها ، أنا لها) کہ میں ہی شفاعت کے لیے ہوں۔ پس حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت کو جب اس غم، دکھ اور شدید تکلیف کہ جس میں لوگ مبتلا ہوں گے، قیاس کیا جائے تو یہ تمام مخلوق کے لیے بہت بڑا فضل اور بشارت ہے۔

۶۵۔ عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ میں آپؐ کو خصوصی کلمات کا عطا کیا جانا

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے کہ آپؐ عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپؐ کی طرف وحی کریں گے کہ

---

[1] مسند احمد : (۳ : ۱۷۸)

[2] سنن الترمذی : کتاب المناقب

اس کی مثل پہلے آپؐ کو وحی نہیں کیا گیا اور انبیاء علیھم السلام میں سے بھی کسی نبی کو نہ اس سے پہلے بتایا گیا اور نہ اس کے بعد بتایا جائے گا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبیٔ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں بازو (کا گوشت) پیش کیا گیا۔ (بازو کے گوشت کو آپ پسند فرماتے تھے)، پس آپ نے اس میں سے گوشت کھایا اور ارشاد فرمایا کہ:

انا سید الناس یوم القیامہ — قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔

اسی حدیث میں ہے کہ...... میں چلتا ہوا عرشِ الٰہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کو سجدہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر وحی کرے گا اور اپنی حمد و ثنا میں سے ایسی چیز مجھ پر الہام کرے گا جو مجھ سے پہلے کسی شخص کو نہیں بتائی گئی ہو گی۔ پھر کہا جائے گا

یا محمّد! ارفع رأسك — اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھائیے

سل تعط، اشفع تشفع — سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؐ نے صبح کی نماز پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد آپؐ بیٹھ گئے۔ جب چاشت کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے۔ پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی نشست پر بیٹھ گئے اور وہیں ظہر، عصر، اور مغرب کی نماز پڑھی۔ اس دوران آپؐ نے کلام بالکل نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے عشاء

ا؎ البخاری : کتاب التفسیر

المسلم : کتاب الایمان

کی نماز پڑھی۔ پھر آپؐ گھر تشریف لے گئے۔ آپؐ کے جانے کے بعد لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ جو عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج فرمایا ویسا عمل اس سے پہلے آپؐ نے کبھی نہیں فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے سوال کیا تھا میرے سوال کرنے پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ دنیا و آخرت میں ہونے والا ہے وہ مجھ پر پیش کیا گیا اور اولین و آخرین تمام لوگوں کو ایک اونچی جگہ پر جمع کر دیا گیا......پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء سے شفاعت طلب کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

فاذھب لاقع ساجدا فیاخذ — پس سجدہ کے لیے آگے بڑھوں گا۔

جبریل بضبعیہ — پس جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں بازوؤں سے پکڑ لیں گے)

اور اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی دعا وحی فرمائیں گے کہ اس سے قبل کسی انسان کو وحی نہیں کی گئی ہوگی...[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کو لوگوں پر دراز کر دیں گے۔ اس پر لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ آؤ تمام انسانوں کے والد حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری شفاعت کریں تاکہ وہ شفاعت ہمارے درمیان فیصلہ کرے

(تمام انبیاء سے لوٹ کر آخر حضورؐ کی بارگاہ میں آئیں گے) آپ فرماتے ہیں میں نیچے سجدے میں گر پڑوں گا اور اپنے ربّ عزّ وجل کی ایسی حمد کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی شخص نے بھی ایسی حمد نہ کی ہوگی اور نہ ہی میرے بعد کوئی شخص ایسی حمد کرے گا۔

---

[1] مسند احمد (۱: ۴-۵)

پس کہا جائے گا

ارفع راسك، وقل يسمع	(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھائیے
منك وسل تعط، واشفع	اور کہئے آپ کی بات سنی جائے گی
تشفع ....[1]	اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔

اور شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

فلقي مالم يلق ملك مصطفى	پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز
ولا نبي مرسل......[2]	پائیں گے جو کہ آپ سے پہلے کسی مقرب

فرشتے، نبی یا رسول نے نہیں پائی ہو گی .....

۶۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کا حوضِ کوثر پر ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر (جس پر بیٹھ کر آپ مسجد نبویؐ میں خطبہ دیا کرتے تھے) قیامت کے دن حوضِ کوثر پر نصب ہو گا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

ما بين بيتي و منبري	میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان
روضة من رياض الجنة	جو جگہ ہے یہ جنت کے باغوں میں

---

[1] مسند احمد: (۳ : ۲۴۷، ۲۴۸)

[2] مسند احمد: (۳ : ۱۲۸)

ومنبری علی حوضی [1]	ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض کوثر پر ہوگا۔

امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرۃ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر (قیامت کے دن) حوضِ کوثر پر ہوگا۔ [2]

بعض احادیث میں اس طرح ہے کہ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم کا منبر جنّت کی نہروں میں سے ایک نہر پر ہوگا۔

جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سنا ہے :

منبری علی ترعۃ من ترع الجنہ [3]	میرا منبر جنّت کی نہروں میں سے ایک نہر پہ ہوگا۔

امام احمدؒ اور نسائیؒ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث کو منبر کی تعیین کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

منبری ھذا علی ترعۃ من ترع الجنۃ [4]	میرا یہ منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر ہوگا۔

---

[1] البخاری : کتاب فضل
المسلم : کتاب الحج
[2] مسند احمد : (۳ : ۴)
[3] مسند احمد (۵ : ۳۳۵، ۳۳۹)
[4] مسند احمد (۲ : ۳۶۰، ۴۵۰)

اسی حدیث کو امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے [1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِن قوائم منبری ھذا	بے شک میرے اس منبر کے پائے
رواتب فی الجنۃ [2]	جنّت میں قائم ہوں گے ۔



---

[1] مجمع الزوائد : (۴ : ۹)

[2] سنن النسائی : کتاب المساجد

باب ثالث

ان انعامات کے بیان میں جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سبب سے آپؐ کی اُمّت پر کیے

فصلِ اوّل

ان انعامات کا بیان جو امّت پر دنیا میں ہوئے


Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بڑی بڑی نعمتوں اور عظیم عطیّات کے ساتھ اس اُمتِ مُسلِمہ پر جو اکرام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ کرم اصل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے کیونکہ اگر یہ اُمتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتی تو اس کو ان انعامات، امتیازات اور عطیّات سے نہ نوازا جاتا۔

جن انعامات، امتیازات اور عطیّات سے ہم واقف ہیں ان تمام کو ان قلیل صفحات میں پیش کرنے کی استطاعت نہیں۔ مختصراً بعض کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ فصلِ اوّل میں کیا تھا۔ جو شخص ان انعامات و عطیّات سے زائد جاننے کا خواہش مند ہو اُسے چاہیئے کہ وہ ہماری دوسری کتاب کی طرف رجوع کرے۔

۶۷۔ اُمّتِ مسلمہ کو تمام اُمتوں سے بہتر بنایا

اللہ تعالیٰ نے اس اُمّتِ مُسلِمہ کو تمام اُمتوں سے بہتر بنایا۔ اور اس کو تمام مخلوق میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہونے کا شرف عطا کرنے کے لیے چُنا۔ تاکہ یہ اُمّتِ وسط اور سابقہ تمام اُمتوں پر گواہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ — تم بہترین اُمّت ہو جو لوگوں (کی بھلائی)

لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	کے لیے ظاہر کی گئی ہو تم نیکی
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ، وَ	کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ [1]	ہو۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

دوسرے مقام پر اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً	اور اسی طرح (اے میرے محبوب ؐ
وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ	کے غلامو!) ہم نے تمہیں بہترین
عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ	امت بنایا۔ تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور
عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا [2]	(ہمارا پیارا) رسول تم پر گواہ ہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ	(اے مسلمانو!) اس نے تمہیں (حق
عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ	کی پاسبانی اور اشاعت) کے لیے چن
[3]	لیا ہے اور اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔

حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد " كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ " کے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ

اِنَّكُمْ تَتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً	تم پر ستر امتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے اور

---

[1] سورہ آل عمران ۳ : ۱۱۰

[2] البقرہ ۲ : ۱۴۳

[3] الحج ۲۲ : ۷۸

أَنْتُم خيرُهَا واكرمها على الله	تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان تمام سے بہتر اور مکرم ہو۔

آپ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ :

أَنْتُم أَفخرها واكرمها على اللهِ عزوجل [1]	تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سابقہ تمام امتوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت والے اور مکرّم ہو۔

جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے

وجعلت أُمتي خير الأُمم [2]	میری امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا گیا ہے۔

۶۸۔ اللہ تعالیٰ نے اِس اُمّت کا نام "مُسلمین" رکھا اور انہیں اِسلام کے ساتھ خاص کیا!

اللہ تعالیٰ نے اس امّتِ مُسلمہ پر جو انعامات واکرامات کیے اور امّتِ مُسلمہ کے علاوہ کسی اور امّت کو ان سے نہیں نوازا، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور سابقہ آسمانی کتابوں میں اس امت کا نام مُسلمین رکھا ہے اور اس کے لیے اپنے دین اسلام کو پسند کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقّ	اور (سر توڑ) کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی راہ

---

[1] مسند احمد ۴ : ۴۴۶ - ۴۴۸

[2] مسند احمد ۱ : ۵۸

جِهَادِهٖ ھُوَاجْتَبٰاکُمْ، وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ، ھُوَ سَمّٰاکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا، لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ [1]

میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے اُس نے تمہیں چُن لیا ہے۔ اور اس نے دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کرو۔ اس نے تمہارا نام اس سے پہلے اور قرآن میں بھی مسلم (ہی) رکھا ہے تاکہ یہ رسولِ کریم تم پر گواہ ہو جائے، اور تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ [2]

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

حضرت حارث الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:...... کہ جس شخص نے دورِ جاہلیت کے پکارنے کے ساتھ پکارا تو وہ شخص اس کی جماعت میں سے ہے۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ شخص نماز پڑھے اور روزہ رکھے؟ (پھر بھی وہ جہنمی ہے؟)

---

[1] سورۃ الحج ۲۲ : ۷۸

[2] المائدہ ۵ : ۳

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے (پھر بھی وہ جہنمی ہے) اگرچہ وہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے ۔ پس مسلمانوں کو اُن کے اُن ناموں کے ساتھ پکارو جو اللہ تعالےٰ نے ان کے نام رکھے ہیں جیسے المسلمین، المؤمنین، عباد اللہ ۔[1]

۶۹ ۔ اللہ تعالےٰ نے اِس اُمت کیلئے دین کو کامل اور نعمت کو پورا کر دیا

اللہ تعالیٰ نے امت مُسلمہ پر اپنے احسانات کا ذکر بایں طور پر فرمایا کہ اس نے اس امّت پر اپنے دین کو مکمّل کر دیا ، اس پر اپنی نعمت کو پورا فرمادیا اور اس کے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند فرمایا۔ یہ احسانات صرف اسی امّت پر ہوئے ۔ اس فضل اور ان نعمتوں پر تعریف کی مستحق فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ، وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔[2]	آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے' اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اُن سے کہا کہ اے امیرالمؤمنین آپ کی کتاب (القرآن) میں ایک آیت ہے جس کو آپ پڑھتے ہیں ۔ اگر ہم یہود پر وہ آیت نازل ہوتی تو اس آیت کے نازل ہونے کے دن ہم عید مناتے ۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے ؟ اس پر اُس یہودی نے

---

[1] مسند أحمد : ۴ ، ۱۳۰ ، ۲۰۲ ـــ سنن الترمذی : کتاب الأمثال

[2] المائدہ ۵ : ۳

کہا۔ (وہ آیت ہے) " الیوم اکملت لکم دینکم، واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا "

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے دن کا ہمیں علم ہے اور اس جگہ کا بھی علم ہے جس جگہ پر یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ وہ جگہ عرفہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اور دن جمعۃ المبارک تھا۔ [1]

جبکہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس دن اور وقت کو کہ جس میں یہ آیت نازل ہوئی، جانتا ہوں اور اس جگہ کو بھی جانتا ہوں جہاں اس آیت کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ [2]

(حضرت عمرؓ کا مقصد یہ تھا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید کا ہی دن ہوتا ہے)۔

۷۔ اللہ تعالٰی کا امتِ مسلمہ سے بوجھ کو دور کرنا

اللہ تعالٰی نے امتِ مسلمہ کو یہ ایک خصوصیت بھی بخشی ہے کہ اس سے اس بوجھ اور پابندی کو دور کر دیا ہے جو کہ سابقہ امتوں پر تھی۔ نیز یہ کہ امتِ مسلمہ کے دین کو بنایا ہے کہ جس میں نہ تو سختی ہے اور نہ ہی تنگی اور مشقت۔ بلکہ اس کا دین فطرت کے عین مطابق ہے تاکہ دعوت کا تسلسل اور دین کی بقاء ہمیشہ رہے۔ ارشاد باری تعالٰی ہے:

---

[1] البخاری : کتاب الایمان

المسلم : کتاب التفسیر

[2] المسلم : کتاب التفسیر

هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ [1]

(اے مسلمانو!) اس نے تمہیں (حق کی پاسبانی اور اشاعت کے لیے) چن لیا ہے۔ اور دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ [2]

اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تمہارے لیے کوئی تنگی پیدا کرے۔

نیز سورۂ بقرہ میں ارشادِ ربّانی ہے:۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [3]

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔

وہ اُمور جن میں سابقہ امتوں پر سختی تھی لیکن امّتِ مُسلمہ پر اُن اُمور میں تخفیف کر دی گئی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سابقہ امتوں میں سے جو شخص توبہ کا ارادہ کرتا تو اس کو اپنے آپ کو قتل کرنا پڑتا تھا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ،

اور جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم بچھڑے (کو معبود) بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ پس اپنے خالق کی طرف رجوع

---

[1] الحج ۲۲ : ۷۸

[2] المائدہ ۵ : ۶

[3] البقرہ ۲ : ۱۸۵

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ، فَتَابَ عَلَيْكُمْ [1]

کرو۔ اور اپنے آپ کو قتل کرو۔ اس میں تمہارے لیے تمہارے خالق کے ہاں بھلائی ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔

جبکہ اسلام میں، گناہ پہ نادم ہونے، اس سے باز آجانے، استغفار کرنے اور دوبارہ اُس کا ارتکاب نہ کرنا توبہ کہلاتا ہے۔

اسی طرح سابقہ امتوں میں یہ تھا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو پاک کرنے کے لیے قینچی کے ساتھ اس کپڑے کو کاٹنا پڑتا تھا۔ اور مسلم شریف کی روایت کے مطابق اگر کسی شخص کے جسم کو پیشاب لگ جاتا تو اسے (پاک ہونے کے لیے) اپنے جسم کے اُس حصے کو قینچی کے ساتھ کاٹنا پڑتا تھا جیسا کہ ابو وائل حضرت ابو موسیٰ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ پیشاب کرتے وقت بڑی احتیاط کرتے ہوئے۔ قارورة (ایک برتن) میں پیشاب کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ جب بنی اسرائیل میں کسی ایک شخص کے جسم کو پیشاب لگ جاتا تو پاک ہونے کے لئے اسے قینچی کے ساتھ اپنے جسم کو کاٹنا پڑتا تھا۔ اس پر حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت ابو موسیٰؓ اتنے شدت پسند نہ رہیں۔ تو نے مجھ کو دیکھا ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے۔ آپؐ ایک دیوار کے پیچھے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر آئے اور کھڑے ہو گئے جیسے کہ تم کھڑے ہوتے ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے بول مبارک فرمایا۔ پس میں آپؐ سے الگ ہو گیا۔ تو آپؐ نے مجھے (قریب آنے کا) اشارہ فرمایا۔ میں آیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا (پردہ کر دیا) یہاں تک کہ آپؐ

---

[1] سورۃ البقرہ : ۵۴

فارغ ہوگئے۔[1]

جب کہ اسلام میں فقط پانی کے ساتھ دھونے سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے۔

اسی طرح اور بھی بے شمار امور ہیں جن میں سابقہ امتوں پر سختی تھی جبکہ امتِ مُسلمہ پر ان امور میں تخفیف فرمادی گئی۔

۱۷۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

یہ بات متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آخری زمانہ میں ظہور ہوگا۔ دجّال کو قتل کریں گے اور امتِ مسلمہ کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔[2]

"مناقب الشافعی" میں الآبری کہتے ہیں کہ متواتر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ امام مہدی اس امت (مسلمہ) سے ہوں گے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سنا ہے کہ میری امّت میں ایک فرقہ قیامت تک حق پر لڑتا رہے گا اور غالب رہے گا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰیؑ بن مریمؑ کا نزول ہوگا۔ تو اُس فرقے کا امیر کہے گا کہ آئیے ہمیں نماز پڑھائیے تو وہ کہیں گے کہ نہیں۔ اللہ نے اس امت کو یہ فضیلت بخشی ہے کہ تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں۔[3]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے نے فرمایا کہ:

---

[1] البخاری : کتاب الوضو — المسلم : کتاب الطہارۃ

[2] فتح الباری : (۶ : ۴۹۳)

كيف أنتم اذ انزل ابن مريم فيكم، وامامكم منكم [1]	تم کیا محسوس کرو گے جب عیسیٰ ابن مریم کا تم میں نزول ہوگا اور تم سب کا امام تم میں سے ہوگا۔

۷۲۔ اُمّتِ مُسلمہ کی صفوں کا ملائکہ کی صفوں کی طرح بنایا جانا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُمّتِ مسلمہ کو جو خصوصیات عطا کی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ نماز میں اُمّتِ مسلمہ کی صفوں کی طرح بنایا۔ جیسا کہ حدیثِ حذیفہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

فضلنا على الناس بثلاث جعلت صفوفنا كصفوف الملائكة وجعلت لنا الأرض كلها مسجدًا وجعلت تربتها لنا طهورًا اذا لم نجد الماء [2]	ہم کو لوگوں کو (دوسری امتوں) پر تین چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے کہ ہماری صفوں کو ملائکہ کی صفوں کی مانند بنایا گیا۔ تمام زمین کو ہمارے لیے سجدہ گاہ بنایا گیا اور جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین کی مٹی کو ہمارے لیے پاک بنا دیا گیا

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم اس طرح صفیں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اللہ کے ہاں صفیں بناتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرشتے اللہ کے ہاں صفیں کیسے بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے وہ صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور انہیں ترتیب

---

[1] البخاری : کتاب الانبیاء
المسلم : کتاب الایمان

[2] : کتاب المساجد

دیتے ہیں۔ [1]

۷۳۔ امتِ مسلمہ کے لیے مالِ غنیمت کا حلال ہونا

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ اس کے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا جبکہ سابقہ امتوں میں مالِ غنیمت کسی شخص کے لیے بھی حلال نہیں تھا۔ سابقہ لوگوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ دو طرح کے تھے۔

بعض ان میں ایسے تھے کہ انہیں جہاد کا حکم ہی نہیں دیا گیا۔ لہٰذا ان کے لیے مالِ غنیمت ہو ہی نہیں سکتا۔

جبکہ بعض اُن میں سے ایسے تھے کہ انہیں جہاد کا حکم تو دیا گیا لیکن جب مالِ غنیمت ہوتا تو تمام مالِ غنیمت کو ایک جگہ پر جمع کر دیا جاتا پس اگر وہ مالِ غنیمت اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا تو آسمان سے آگ نازل ہوتی جو اس مالِ غنیمت کو جلا دیتی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے ضعف کو جانتے ہوئے ہم پر تخفیف کر دی اور مالِ غنیمت کو ہمارے لیے حلال کر دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا [2] — سو کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے حلال (اور) پاکیزہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی شخص کو عطا نہیں کی گئیں۔

---

[1] المسلم : کتاب الصلوٰۃ

[2] الانفال : ۸ : ۶۹

...... وَ اُحلت لی الغنائم و لم تحل لأحد من قبلی [1]

...... اور میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا کہ مجھ سے پہلے وہ کسی شخص کے لیے حلال نہیں تھا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:
مجھے تمام انبیاء (علیہم السلام) پر چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے۔
ان میں سے ایک یہ ہے کہ میرے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا...... [2]

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ وسلّم نے فرمایا:

...... ہم سے پہلے کسی شخص کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ضعف اور عجز کو دیکھا تو اسے ہمارے لیے پاک اور حلال قرار دے دیا۔ [3]

۴۷۔ تیمّم اور نماز کے لیے رُوئے زمین کا پاک ہونا

امّتِ مسلمہ کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پوری زمین کو سجدہ گاہ اور پاک بنا دیا ہے۔ پس جس مسلمان کو نماز کا وقت پہنچ جائے اور اُسے پانی نہ ملے تو وہ تیمم کرلے اور نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ

---

[1]

[2]

[3] البخاری : کتاب فرض الخمس

...... میرے لیے تمام زمین کو پاک، صاف ستھری اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا ہے پس جس شخص کو نماز کا وقت پہنچے تو وہ جہاں کہیں ہو نماز پڑھ لے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

(امتِ مسلمہ) کو (سابقہ) تمام لوگوں پر تین چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے کہ ہماری صفوں کو ملائکہ کی صفوں کی طرح بنایا گیا

وجعلت لنا الأرض كلها مسجدا	اور ہمارے لیے تمام زمین کو سجدہ گاہ
وجعلت تربتها لنا طهورا	بنایا گیا اور جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین
اذا لم نجد الماء ...... [1]	کی مٹی کو ہمارے لیے پاک بنایا گیا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

میرے لیے تمام زمین کو سجدہ گاہ اور پاک بنایا گیا۔ جہاں کہیں مجھ کو نماز کا وقت پہنچ جائے، میں مسح (تیمم) کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں۔ سابقہ لوگوں پر یہ دشواری تھی کہ وہ اپنے گرجوں اور کلیساؤں میں ہی نماز پڑھا کرتے تھے [2]

اسی طرح حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ ہر نبی اپنے محراب (مقرر جگہ) میں ہی نماز پڑھتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ ان کے لیے نماز کی ادائیگی درست نہ تھی۔ [3]

اس ضمن میں اور بھی بے شمار احادیث ہیں۔

---

[1] المسلم، کتاب المساجد

[2] مسند احمد (۲ : ۲۲۲)

[3] مجمع الزوائد (۸ : ۲۵۸)

۷۵۔ اُمتِ مُسلمہ کو جمعہ کا دن عطا کیا جانا

امتِ مسلمہ کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جمعہ کا دن عطا فرمایا جو کہ سال کے تمام دنوں میں سے بہتر دن ہے۔ امتِ مسلمہ سے پہلے کسی اور امت کو اللہ تعالیٰ نے یہ دن عطا نہ فرمایا۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرۃ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ :

> ہم سے پہلے امتوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن عطا نہ فرمایا کہ یہود کے لیے ہفتہ کا دن اور عیسائیوں کے لیے اتوار کا دن تھا۔ پھر ہماری باری آئی تو اللہ جل شانہ، نے ہمیں جمعہ کا دن عطا فرمایا [1]

اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ھدینا الی الجمعۃ واضل اللہ عنھا من کان قبلنا [2]	اللہ تعالیٰ نے ہم (امتِ مسلمہ) کو جمعہ کا دن عطا فرمایا اور سابقہ امتوں کو یہ دن عطا نہ فرمایا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

> ہم (امت مسلمہ) (دنیا میں) آخری ہیں، قیامت کے دن پہلے ہیں۔ سوائے اس کے کہ ہم سے پہلے لوگوں کو کتاب عطا کی گئی اور ہمیں ان کے

---

[1] المسلم : کتاب الجمعہ

[2] المسلم : کتاب الجمعہ

بعد کتاب عطا کی گئی۔ اور جمعہ کا دن سابقہ امتوں پر فرض کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کا دن عطا کیا۔ پس سابقہ لوگ اس میں ہم سے پیچھے رہ گئے ..... [1]

۷۶۔ جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کا عطا کیا جانا

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (اور آپؐ کی امت) کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان میں سے جمعہ کے دن ایک ساعت ہے کہ جو مسلمان اُس لمحے کو پالے اور اس لمحے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہو اور بھلائی کا سوال کر رہا ہو تو جس چیز کا وہ سوال کرے وہ چیز ضرور اُس کو عطا کی جاتی ہے اور اس کی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں بے شمار احادیث ہیں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جو مسلمان اس کو پالے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ سے وہ جس چیز کا سوال کرے گا وہ چیز ضرور اُسے عطا کی جائے گی ۔۔۔ اس کے بعد آپؐ نے ہاتھ مبارک سے اس گھڑی کے تھوڑا ہونے کا اشارہ کیا۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

---

[1] البخاری : کتاب الجمعہ

[2] البخاری : کتاب الجمعہ

بہتر دن وہ ہے جس دن جمعہ کے دن کا سورج طلوع ہوا کہ جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ......

اسی حدیث میں ہے :

وفیہ ساعۃ لا یصادفھا عبد مسلم، وھو یصلی یسأل اللہ شیئا، الا اعطاہ ایاہ۔

اور جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو کوئی مسلمان اس کو پالے اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ سے وہ جس چیز کا سوال کرے گا اللہ ضرور وہ چیز اسے عطا فرمائے گا۔[1]

۷۷۔ امتِ مسلمہ کو لیلۃ القدر عطا کیا جانا

امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے جن خصوصیات سے نوازا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے امت مسلمہ کو ایک ایسی رات عطا فرمائی ہے جو کہ ہزار ایسے مہینوں کے برابر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ پس جو شخص یہ رات ایمان اور احتساب (سابقہ گناہوں سے توبہ اور آئندہ کے لیے عہد) کے ساتھ گزارے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پہلے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ

بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے۔ اور آپ کچھ جانتے ہیں کہ شبِ قدر کیا ہے! شبِ قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس میں فرشتے اور

[1] الموطأ : کتاب الجمعۃ

وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ [1]	روح القدس اترتے ہیں ہر امرِ خیر کے لیے اپنے رب کے حکم سے۔ یہ سراسر امن و سلامتی ہے جو طلوعِ فجر تک رہتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

من قام لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً، غفرلہ ماتقدم من ذنبہ [2]	جو شخص ایمان اور احتساب کے ساتھ لیلۃ القدر کو عبادت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔

۷۸۔ زمین میں اللہ تعالیٰ کا امتِ مسلمہ کو گواہ بنانا

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو ایک انفرادیت یہ بخشی ہے کہ اس نے اسے مشرف اور مکرّم بنایا ہے اور اس کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اللہ امت مسلمہ کے قول اور گواہی کو قبول فرماتا ہے۔ اگرچہ وہ واقع کے مطابق نہ ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام ایک جنازہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اچھے الفاظ کے ساتھ اُس (میّت) کی تعریف کی اس پر نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وجبت" (اس پر واجب ہو گئی)

---

[1] القدر ۹۷ : ۱-۵

[2] البخاری : کتاب الصوم

پھر صحابہ کرام ایک اور جنازہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے بُرے الفاظ کے ساتھ اسے یاد کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " وجبت " (اس پر واجب ہوگئی) اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واجب ہوگئی۔؟ تو آپؐ نے جواباً فرمایا کہ جس مُردے کی تم نے اچھے الفاظ کے ساتھ تعریف کی ہے اُس کے لیے جنّت واجب ہوگئی اور جس مُردے کو تم نے بُرے الفاظ کے ساتھ یاد کیا اُس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔ (اے صحابہؓ) تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔[1]

بخاری شریف میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

المؤمنون شهداء الله فى الارض[2] — مومنین زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔

جبکہ مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ جس (مردے) کی تم نے اچھے الفاظ کے ساتھ تعریف کی اُس کے لیے جنّت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے مذمّت کی اس پر دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔[3]

حضرتِ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

الملائكة شهداء الله فى السماء وانتم شهداء الله فى الارض[4] — فرشتے آسمان میں اللہ کے گواہ ہیں اور تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

---

[1] البخاری : کتاب الجنائز

[2] البخاری : کتاب الشھادات

[3] المسلم : کتاب الجنائز

[4] السنن النسائی : کتاب الجنائز

۷۹۔ سابقہ کُتب میں اُمّتِ مُسلمہ کا ذکر

آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ مُسلمہ کو ایک فضیلت اور انفرادیت یہ بھی بخشی ہے کہ سابقہ آسمانی کتب میں اس کی مثالیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے پاس اُمّتِ مُسلمہ کا کامل علم تھا کہ جب انہوں نے اسے دیکھا تو پہچان لیا۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا [1]

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ (سعادت مند) جو آپؐ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقت ور ہیں۔ آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔ تو دیکھتا ہے ان کو کبھی رکوع کرتے ہیں، کبھی سجدہ کرتے ہوئے۔ طلبگار ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کے ان (کے ایمان و عبادت) کی علامت اُن کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔ یہ ان کے اوصاف توراۃ میں مذکور ہیں۔ نیز ان کی صفات انجیل میں بھی مرقوم ہیں۔ (یہ صحابہ) ایک کھیت کی مانند ہیں۔ جس نے اپنا پٹھا نکالا۔ پھر اس کو تقویت دی۔ پھر وہ مضبوط ہوگیا۔ پھر سیدھا اپنے تنے پر کھڑا ہوگیا

---

[1] الفتح ۴۸ : ۲۹

(اس کا جوبن) بونے والوں کو خوش کر رہا ہے۔ تاکہ انہیں دیکھ کر کفار (آتشِ) غیظ میں جلتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور عملِ صالح کرنے والوں سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ میں تیرے بعد ایک ایسی امت مبعوث کرنے والا ہوں کہ اگر پسندیدہ چیز انہیں ملے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بجا لائیں گے۔ اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز انہیں پہنچی تو وہ رُک جائیں گے اور صبر کرینگے۔ اور کسی کے لیے نہ تو حلم ہے (صبر و تحمل) اور نہ علم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! جب تیرے سوا کسی کے پاس حلم (صبر و تحمل) اور علم نہیں ہے تو پھر وہ نعمت ملنے پر شکر کس طرح بجا لائیں گے اور ناپسندیدہ چیز کے پہنچنے پر صبر کس طرح کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں انہیں اپنے حلم اور علم میں سے عطا کروں گا۔[1]

حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے کہ اچانک آپؐ نے مسجد میں ایک آدمی کو چلتے ہوئے دیکھا تو اسے بلایا۔ وہ شخص حاضر ہوا تو آپؐ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس شخص نے جواباً کہا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے تورات پڑھی ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا انجیل پڑھی ہے؟ تو اس نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا قرآن پڑھا ہے؟ اُس نے جواباً کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں چاہتا تو قرآن ضرور پڑھ لیتا۔

---

[1] مسند احمد: (۶: ۴۵۰)

آپؐ نے اس کو قسم دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تورات اور انجیل میں تو نے ہمارا ذکر پایا!
اُس نے جواب دیا کہ ہم نے آپؐ کا، آپؐ کی بعثت کی جگہ اور آپؐ کی شکل وصورت
کی مثل تورات اور انجیل میں ذکر پایا ہے۔ ہم امید کرتے تھے کہ آخری نبی صلّی اللہ علیہ
وسلّم ہم میں سے ہوں گے لیکن جب آپؐ مبعوث ہوئے تو ہم ڈرے کہ کہیں آپؐ
وہ (آخری نبی) نہ ہوں۔ پھر جب ہم نے غور کیا تو آپؐ وہ (آخری نبی) نہیں تھے۔
حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دریافت فرمایا کہ اس کا تمہیں کیسے پتہ چلا؟ تو اُس نے جواب
دیا کہ اُس آخری نبی کی امّت میں سے ستّر ہزار ایسے امّتی ہوں گے کہ جن کا (قیامت
کے روز) حساب نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کو عذاب پہنچے گا۔ جبکہ آپؐ کے ساتھ تو
تھوڑے سے افراد ہیں۔ اس پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ:

والذی نفسی بیدہ لانا	اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری
ھو و انھم لأمتی وانھم	جان ہے بے شک میں ہی وہ آخری
لاکثر من سبعین الفاً۔[1]	نبی ہوں۔ اور وہ ستّر ہزار (جو بغیر

حساب کتاب کے جنّت میں جائیں گے) میری امّت میں سے ہوں گے بلکہ وہ
ستّر ہزار سے بھی زیادہ ہوں گے۔

۸۰۔ اُمّتِ مُسلمہ کو بھوک کے سبب سے ہلاک نہ کیا جانا اور کسی غیر مُسلم دشمن کو اُن پر مُسلّط نہ کیا جانا

امّتِ مُسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر اُمّتوں کے مقابلے میں جو خصائص
عطا کیے ہیں اُن میں سے ایک خُصوصیت یہ ہے کہ جمیع امّتِ مُسلمہ کو بھوک کے

---

[1] مجمع الزوائد: (۱۰: ۷، ۴۰۸)

سبب سے ہلاک نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی غرق کیا جائے گا اور یہ کہ کسی غیر مسلم دشمن کو جمیع امتِ مسلمہ پر اس طرح مسلّط نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس کی اصل (اسلام) کو ختم کر دے۔ اگرچہ اس بات پر سب ملکوں کے لوگ مجتمع ہو جائیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے زمین کو پیش کیا تو میں نے زمین کے مشرق و مغرب میں دیکھا۔ اور عنقریب میری امّت کی بادشاہت زمین کے اُس اُس حصے تک پہنچے گی جتنی میرے سامنے پیش کی گئی۔ اور مجھ کو سُرخ اور سفید دو خزانے عطا کیے گئے۔ اور میں نے اپنی امّت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ اس کو ایسے قحط سے جو کہ عام ہو جائے ہلاک نہ کرے اور یہ کہ اس پر کوئی غیر مسلم دشمن مسلّط نہ کرے کہ وہ اس کے دین (اسلام) کو ختم کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو اُسے لوٹاتا نہیں ہوں۔ بے شک میں نے تجھ کو تیری امّت کے حق میں یہ چیز عطا کر دی ہے کہ تیری امّت کو ایسے قحط سے جو کہ (تمام امت میں پھیل جائے) ہلاک نہیں کروں گا اور یہ کہ تیری امّت (جمیع امّت) پر کوئی غیر مسلم دشمن مسلّط نہیں کروں گا جو کہ اس کے دین کو ختم کر دے۔ اگرچہ اس بات پر تمام ملکوں کے لوگ مجتمع ہو جائیں۔ یہاں تک کہ امّتِ مسلمہ ہی سے بعض، بعض کو ہلاک کریں گے اور بعض، بعض کو گالیاں دیں گے۔ [1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] المسلم : کتاب الفتن

عالیہ (ایک جگہ کا نام) سے تشریف لائے۔ جب آپ بنو معاویہ کی مسجد کے پاس سے گزرے تو اُس میں داخل ہو گئے اور دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ ہم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؐ نے اپنے رب سے طویل دعا مانگی پھر آپؐ ہماری جانب پھرے اور ارشاد فرمایا کہ:

میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں عطا فرما دیں اور ایک چیز سے مجھے روک دیا۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ میری امّت کو قحط کے سبب سے ہلاک نہ کرے تو اُس نے میری دعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔ پھر میں نے دعا کی کہ وہ میری امّت کو غرق کرنے کے سبب سے ہلاک نہ کرے تو اس نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ پھر میں نے دعا کی کہ وہ امّتِ مسلمہ کو تنگدست نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دعا کرنے سے روک دیا۔[1]

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک رات آپؐ نے نماز شروع فرمائی۔ ہم تمام رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے کہ ابھی آپؐ ختم فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ فجر ہو گئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے سلام فرمایا تو حضرت خبابؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آج رات آپؐ نے ایسی نماز پڑھی ہے کہ اس سے قبل میں نے آپ کو کبھی ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

یہ نماز شوق اور ڈر کی نماز تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ امّتِ مُسلمہ کو اس چیز کے ذریعے ہلاک نہ کرے جس سے پہلی امتوں کو ہلاک کیا۔ دجبکہ

---

[1] المسلم : کتاب الفتن

ترمذی شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اللہ میری امت کو قحط کے سبب سے ہلاک نہ کرے)۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔ پھر میں نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار امتِ مسلمہ پر کسی غیر مسلم دشمن کو غلبہ نہ دینا تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ پھر میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ہمیں گروہ در گروہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دعا کرنے سے روک دیا۔[1]

۸۱۔ نمازِ عشاء کا عطا کیا جانا

دوسری امتوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو ایک یہ خصوصیت بخشی ہے کہ اسے عشاء کی نماز عطا کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم آخری عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ایک تہائی رات گزر گئی تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے یا اس کے کچھ دیر بعد۔ ہمیں نہیں معلوم کہ آیا گھر میں کوئی کام تھا یا اور بات تھی۔

جب آپؐ تشریف لائے تو فرمایا کہ:

(اے صحابہ) بے شک تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ تمہارے علاوہ کسی اور اہل دین نے اس کا انتظار نہیں کیا...[2]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رات کے پہلے تہائی حصے میں

---

[1] ترمذی : کتاب الفتن
[2] المسلم : کتاب المساجد
النسائی : کتاب احیاء اللیل

نماز پڑھانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے یہاں تک کہ نصف رات ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صحابہ کو نماز پڑھائی۔ جب آپؐ نے نماز ادا کر لی تو جو لوگ حاضر تھے انہیں فرمایا کہ

اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں اور خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ تم پر اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے کہ اس گھڑی تمہارے علاوہ کوئی اور (دوسرے دین والا) نماز نہیں پڑھتا۔ (یا آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے علاوہ کسی اور شخص نے اس گھڑی نماز نہیں پڑھی) ....[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما ینتظرها أحد من أهل الأرض[2] — اہل زمین میں سے تمہارے علاوہ کسی اور شخص نے نماز عشاء کا انتظار نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایتِ بخاری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

بے شک تمہارے علاوہ اہلِ زمین میں سے کوئی شخص نہیں ہے جو اس نماز کو پڑھتا ہو[3]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

رات کے پہلے تہائی حصے میں اس نماز (نماز عشاء) کے لیے آؤ کیونکہ اس نماز کے سبب تمہیں تمام امتوں پر فضیلت عطا کی گئی ہے کہ تم سے پہلے کسی اور امت نے

---

[1] المسلم : کتاب المساجد

[2] البخاری : کتاب المواقیت

المسلم : کتاب المساجد

[3] البخاری : کتاب الأذان

یہ نماز نہیں پڑھی [1]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما صلی صلاتکم ھذہ امۃ قط قبلکم [2]	تم سے پہلے کبھی کسی امّت نے اس نماز (نمازِ عشاء) کو نہیں پڑھا۔

کئی کتبِ احادیث میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث منقول ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

امّتِ مُسلمہ کے علاوہ کوئی بھی اہلِ دین ایسا نہیں ہے جو اس گھڑی (عشاء کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہو [3]

۸۲۔ امّتِ مُسلمہ کا جمیع انبیاء (علیہم السلام) پر ایمان لانا

دوسری امّتوں کے مقابلے میں ایک یہ انفرادیت بھی اللہ تعالیٰ نے امّتِ مُسلمہ کو عطا کی ہے کہ یہ سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائی ہے۔ جبکہ سابقہ امّتیں مثلاً یہود وہ نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور نہ ہی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لائے اسی طرح عیسائی وہ بھی آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان نہیں لائے۔ لیکن امتِ مسلمہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائی۔ اس میں کسی شخص کا ایمان اُس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک وہ تمام انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام پر ایمان نہ لائے۔

---

[1] مسند أحمد : (۵ : ۲۳۷)

[2] مجمع الزوائد : (۱ : ۳۱۳)

[3] مسند أحمد : (۱ : ۳۹۶)

بالخصوص اُن انبیاء علیہم السلام پر کہ قرآن و حدیث میں جن کا ذکر ہوا ہے اور بالعموم اُن انبیاء علیہم السلام پر جن کا قرآن و حدیث میں ذکر موجود نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ [۱]

یہ رسولِ کریم ایمان لائے اس کتاب پر جو اُس کی طرف اُس کے رب کی طرف سے اتاری گئی اور مومن ایمان لائے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کو، اُس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو دل سے مانتے ہیں (نیز کہتے ہیں) کہ ہم اس کے رسولوں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی اے ہمارے رب ہم تیری بخشش کے طالب ہیں اور ہمیں تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۗ قُلْ: بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ

اور (یہودی) کہتے ہیں یہودی بن جاؤ اور (عیسائی) کہتے ہیں عیسائی بن جاؤ تب ہدایت پاؤ گے۔ آپ فرمائیے میرا دین تو دینِ ابراہیم ہے جو باطل سے منہ موڑنے والا حق پسند تھا اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھا

---

[۱] البقرہ ۲ : ۲۸۵

[۲] البقرہ ۲ : ۱۳۵

مَا أُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا أُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ [1]

کہہ دو ہم ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد کی طرف اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو عطا کیا گیا اور جو دوسرے انبیاء کو اُن کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم ان میں سے کسی پر بھی ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ اور ہم تو اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ [2]

کہہ دیجیے ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو عطا کیا گیا ان کے رب کی طرف سے ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار ہیں۔

اہل کتاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ

اور بے شک ہم نے موسیٰ ؑ کو کتاب

---

[1] البقرہ ۲ : ۱۳۶

وَ قَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ
بِالرُّسُلِ، وَ آتَیْنَا عِیْسَی
ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنَاتِ وَ
اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ،
اَفَکُلَّمَا جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا
لَا تَهْوٰی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ
فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَ فَرِیْقًا
تَقْتُلُوْنَ، وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا
غُلْفٌ، بَلْ لَّعَنَهُمُ
اللّٰهُ بِکُفْرِهِمْ فَقَلِیْلًا
مَّا یُؤْمِنُوْنَ، وَلَمَّا
جَاءَهُمْ کِتَابٌ مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَهُمْ، وَکَانُوْا
مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ
عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا، فَلَمَّا
جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا
بِهٖ، فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی
الْکَافِرِیْنَ ۱؎

عطا فرمائی اور ہم نے پے در پے
ان کے پیچھے پیغمبر بھیجے اور ہم نے عیسیٰ
بن مریم کو روشن نشانیاں عطا کیں۔ اور
ہم نے جبریلؑ کے ذریعے ان کو تقویت
دی۔ تو کیا جب کبھی تمہارے پاس
کوئی پیغمبر ایسا حکم لے آیا جسے تمہارے
نفس پسند نہ کرتے تو تم اکڑ گئے۔ بعض
کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل کرنے
لگے اور یہودی بولے ہمارے دلوں
پر تو غلاف چڑھے ہیں۔ نہیں بلکہ
انہیں اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے۔ ان
کے کفر کی وجہ سے۔ وہ بہت ہی کم
ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب ان کے
اللہ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن)
آئی جو تصدیق کرتی تھی اس کتاب
کی جو ان کے پاس تھی اور (حالانکہ)
اس سے پہلے وہ کافروں پر اس
(نبی کے) وسیلہ سے فتح مانگا کرتے
تھے، تو جب وہ نبی (آخر الزماں)

۱؎ البقرہ : (۸۷-۸۹)

تشریف فرما ہوا ان کے پاس جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا پس کافروں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ، وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ [1]

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ انہیں اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہوں۔ اور بے شک ایک گروہ ان میں سے جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

اہلِ کتاب کے بارے میں یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ، اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ [2]

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس نبی کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو، جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈال دیا ہے۔ اور وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اسی طرح اور بھی بے شمار آیات ہیں جو کہ اہلِ کتاب کے کفر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور حقیقتِ حال بھی اس چیز کی گواہی دیتی ہے کہ یہود اور نصاریٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ

---

[1] البقرہ : ۱۴۶

[2] الانعام : ۲۰

لائے۔ (اور یہود عیسٰی علیہ السلام پر بھی ایمان نہ لائے) حالانکہ اُن کی کتابیں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے ظہور کے واقعات وغیرہ سے) بھری ہوئی ہیں۔

۸۳- اللہ ربّ العزّت کی شان تنقیص سے محفوظ رکھنا

امّتِ مسلمہ کے علاوہ دوسری امّتوں (اہل کتاب) نے اپنی حدول کو توڑ دیا اور اَول فَول بکنا شروع کر دیا۔ یہانتک کہ اللہ ربّ العزّت کی شان میں انہوں نے طعن کیا اور اللہ تعالٰی کے لیے (نعوذ باللہ) اولاد، بیوی اور شریک کے ہونے کا دعوٰی کیا۔ اور یہ دعوٰی کیا کہ اللہ تعالٰی فقیر ہے اور خود مال دار ہیں۔ نیز یہ کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اُن کے ہاتھ باندھے گئے (یعنی دنیا میں انہیں بخیل کر دیا گیا، یا یہ کہ آخرت میں ہاتھ باندھ کر انہیں جہنّم رسید کیا جائیگا)

جب کہ اللہ تعالٰی نے امّتِ مسلمہ کو اجتماعی طور پر اُن خرابیوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا کہ جن خرابیوں میں سابقہ امّتیں مبتلا ہوئیں۔ پس امتِ مسلمہ نے اپنے رب کے لیے شریک، بیوی اور اولاد وغیرہ کے ہونے سے مبرّا بیان کیا۔ یہود و نصارٰی کے بارے میں ارشادِ باری ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَ اَحِبَّاؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ	اور یہود و نصارٰی نے کہا کہ ہم اللہ تعالٰی کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ آپ فرمائیے کہ اگر تم سچے ہو۔ تو پھر تمہارے گناہوں پر تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے۔ بلکہ تم بشر ہو اس کی مخلوق میں سے۔ بخش دیتا ہے جسے

يَشَآءُ ، وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔ [1]	چاہتا ہے اور عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ ہی کے لیے ہے زمینوں اور آسمان کی بادشاہی اور جو کچھ انکے درمیان ہے، سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اہلِ کتاب کے ہاں اللہ تعالےٰ کی اولاد اور شریک ٹھہرانے کو قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا:

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ ، وَقَالَتِ النَّصٰرٰى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ، ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ، قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ، وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ، وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا	اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور نصرانیوں نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کی (بے سروپا) بات ہے۔ ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی یہ اُن لوگوں کے کفر کی نقل اتارتے ہیں۔ جنہوں نے پہلے کفر کیا، ہلاک کرے انہیں اللہ تعالیٰ کدھر بھٹکے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر پادریوں اور راہبوں کو اپنا رب بنالیا اور مریم کے فرزند مسیح کو بھی۔ حالانکہ انہیں صرف ایک خدا کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جس کے سوا کوئی معبود

---

[1] المائدۃ : ۱۸

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ [1] — نہیں۔ وہ پاک ہے۔ اُس سے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں

یہود کے قول "اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں" کو یوں ارشاد فرمایا:

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا [2]

اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے۔ جکڑے جائیں ان کے ہاتھ۔ اور ان کے اس گستاخ قول کی وجہ سے ان پر پھٹکار ہو بلکہ اُس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔ اور ان میں سے اکثر کو ضرور بڑھا دیگا جو آپ کی طرف نازل کیا گیا، آپ کے رب سے سرکشی اور انکار میں۔

اور اہلِ کتاب کے اس قول کہ (معاذ اللہ) اللہ فقیر ہے اور وہ غنی ہیں کو سورۂ آلِ عمران میں یوں فرمان فرمایا:

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَھُمُ الْاَنْبِیَآءَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان گستاخوں کا قول سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے۔ حالانکہ ہم غنی ہیں جو انہوں نے کہا ہم اسے لکھ لیں گے

---

[1] التوبہ ۹ : (۳۰ ۔ ۳۱)

[2] المائدہ : ۶۴

بِغَيْرِ حَقٍّ ، وَنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ، ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ [1]

نیز ان کا انبیاء کو قتل کرنا ناحق اور ہم کہیں گے اب چکھو عذاب کا مزہ۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

اور شریک ہونے کو یوں بیان فرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ [2]

بے شک کافر ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی تو ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ..... [3]

بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تیسرا ہے تین خداؤں میں۔

ایک اور مقام پہ فرمایا:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ، قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ

اور جب پوچھے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا بنا لو۔ وہ عرض کریں گے۔ پاک ہے تو شریک سے۔ کیا مجال تھی میری کہ میں

---

۱ آل عمران : ۱۸۱ - ۱۸۲

۲ المائدہ : ۷۱ - ۷۲

۳ المائدہ : ۷۳

مَالَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ، اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ، تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ، اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ[1]

ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو ضرور جانتا اس کو۔ (اے اللہ) تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے۔

بے شک تو ہی تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔

جبکہ امتِ مسلمہ کے عقیدے کو اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔[2]

اس (اللہ) کی مثل کوئی شے نہیں اور وہی سننے (اور) دیکھنے والا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔[3]

(اے محبوب) کہدو اللہ ایک ہے۔ اللہ تعالٰی بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔

اور نہ ہی کوئی اس کا برابری کرنے والا ہے۔

۸۴۔ امتِ مسلمہ میں سے ایک گروہ کا ہمیشہ حق پر رہنا

اللہ رب العزت نے امتِ مسلمہ کو ایک یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے

---

[1] المائدہ : ۱۱۶

[2] الشوریٰ : ۱۱

[3] الاخلاص : (۱ - ۴)

کہ وہ امّتِ مسلمہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور یہ کہ وہ اس امّت میں سے ایک گروہ کو حق پر قائم و باقی رکھے گا۔ وہی گروہ دجال کو قتل کرے گا اور وہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اس ضمن میں حدیثِ متواترہ موجود ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

لا تزال طائفة من اُمّتی	میری امت میں سے ایک گروہ حق پر
ظاهرین علی الحق لایضرهم	قائم و باقی رہے گا۔ کسی شخص کا ان
من خذلهم حتی یأتی	کو چھوڑنا ان کے لیے نقصان دہ نہیں
امر الله وهو كذلك	یہاں تک کہ اللہ کا امر (قیامت) آجائے

اور وہ اسی حال پر ہوں گے۔

یہ حدیث صحیحین اور ان کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث میں حضرت جابرؓ، معاویہؓ بن ابوسفیانؓ، مغیرہؓ بن شعبہ، عقبہؓ بن عامر، سعدؓ بن ابی وقاص، جابرؓ بن سمرۃ، ثوبانؓ، ابوہریرۃؓ، ابوامامۃؓ، عمرؓ بن الخطاب اور حضرت جبیرؓ بن نضیر وغیرہم سے مروی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالٰے نے امّتِ مسلمہ کو یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ ان کو اس چیز کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے جس کے ساتھ رسلِ عظام علیہم السّلام کو مخاطب فرمایا۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں غلو کرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ اور یہ کہ اس کو دنیا میں عذاب ہوگا (آخرت میں عذاب نہیں ہوگا) اور یہ کہ اُبدال اسی میں سے ہوں گے۔ اور پھر یہ کہ جب تک نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم امّتِ مُسلمہ میں موجود رہیں گے۔ اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ اسی طرح جب تک امّتِ مسلمہ استغفار کرتی رہے گی، اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا

فصلِ ثانی

ان انعامات کے بیان میں جو اُمت پر آخرت میں ہوں گے

(۵) اکرامات جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب آخرت میں مسلمہ کو عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب آخرت میں امتِ مسلمہ کو جو عظیم بےشمار خصوصیات عطا فرمائیں ان میں سے بعض کا یہاں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

۸۵۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں اُن کی امتوں پر گواہی

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو انبیاء علیہم السلام کے لیے اُن کی امتوں پر گواہ بنایا ہے۔ جب سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتیں ان انبیاء علیہم السلام کے نذیر اور بشیر بن کر آنے کا انکار کر دیں گی اور وہ کہیں گی کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف سے ان کو کچھ نہیں پہنچا اور اپنے انبیاء کا انکار کر دیں گی تو امتِ مسلمہ انبیاء علیہم السلام کے ان کی امتوں کے پاس تشریف لانے کی گواہی دے گی۔ (یہ فضیلت کی انتہاء ہے) اور یہ فضیلت امتِ مسلمہ کو کیونکر نہ ہو کہ یہی تو امتِ وسط ہے۔ اور منتخب امت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ	اور اسی طرح (اے مسلمانو!) ہم نے تمہیں بہترین امت بنا دیا۔ تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔ اور ہمارا رسول تم پر گواہ ہو

شَهِيْدًا[1]

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ......[2]

اور (سر توڑ) کوشش کرو اللہ کی راہ میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے۔ (اے مسلمانو!) اس نے تمہیں چن لیا ہے اور اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیم کے دین کی پیروی کرو۔ اسی نے تمہارا نام رکھا ہے۔ اس سے پہلے اور اس قرآن میں بھی تمہارا یہی نام ہے تاکہ رسول کریم تم پر گواہ ہو جائیں اور تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو پکارا جائے گا تو وہ کہیں گے اے میرے رب میں تیری خدمت میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تو نے میرا پیغام پہنچایا تھا؟ تو حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ ہاں پہنچایا تھا۔ پھر اُن کی امّت سے پوچھا جائے گا کیا حضرت نوحؑ نے میرا پیغام تمہیں پہنچا دیا؟ تو اُن کی امّت کہے گی کہ ہمارے پاس کوئی نذیر (ڈرانے والا) نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ سے ارشاد فرمائیں گے کہ تمہارا کون گواہ ہے؟ تو وہ عرض کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امّت (میری گواہ

---

[1] البقرہ : ۱۴۳

[2] الحج : ۷۸

ہے) پس امتِ مسلمہ گواہی دے گی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت مسلمہ پر گواہ ہوں گے ۔ باری تعالٰے کے اس ارشاد گرامی میں اسی کا تذکرہ ہے ۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا	اسی طرح ہم نے (امت مسلمہ کو)
لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	امت وسط بنایا تاکہ یہ (دوسری امتوں
وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ	کے) لوگوں پر گواہ ہو اور رسول صلی اللہ
شَهِيْدًا [1]	علیہ وسلم اس (امت مسلمہ) پر گواہ ہو۔

۸۶۔ امتِ مسلمہ کا سب سے پہلے پُل صراط عبور کرنا

امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ خصوصیت بھی عطا کی ہے کہ قیامت کے دن یہ تمام امتوں میں سے پہلی امت ہو گی جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پل صراط کو عبور کرے گی ۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

ویضرب الصراط بین ظهری	...... جہنم کے درمیان پل صراط بنایا جائے
جهنم ، فأكون أنا وأمتي أول	گا۔ پس میں اور میری امت سب سے
من يجيز [2]	پہلے ہوں گے جو کہ پل صراط کو عبور کرینگے

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما چکے ہیں کہ قیامت کے دن پُل صراط کو سب سے پہلے عبور کرنیوالے ہجرت کرنے والے غریب صحابہ رضوان اللہ علیہم ہوں گے ۔

---

[1] البخاری : کتاب التفسیر

[2] البخاری : کتاب الرقاق

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے جس میں یہود کے ایک عالم کے سوال کا قصہ مذکور ہے کہ اس یہودی نے کہا اس دن لوگ کہاں ہوں گے جس دن زمین کو غیر زمین کے ساتھ بدل دیا جائے گا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اس دن پل سے دور تاریکی میں ہونگے۔ اس یہودی عالم نے کہا کہ تمام لوگوں میں سے سب سے پہلے کس کو پل عبور کرنے کی اجازت دی جائے گی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہجرت کرنے والے غریب صحابہ رضوان اللہ علیہم کو یہ اجازت ہو گی۔ [1]

۸۷۔ سب سے پہلے جنت میں داخلہ اور دیگر لوگوں کا داخلہ حرام ہونا

جو سب سے پہلے پل صراط کو عبور کرے گا وہی سب سے پہلے جنت میں داخل بھی ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب سے آخری ہیں، قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے .... [2]

حضرت حذیفہؓ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے داخل ہونے سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام پر اور میری امت کے داخل ہونے سے پہلے تمام امتوں پر جنت کا داخلہ حرام کر دیا گیا ہے [3]

---

[1] المسلم : کتاب الحیض

[2] المسلم : کتاب الجمعہ

[3] : مجمع الزوائد : (۱۰ : ۶۹)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کا ایک گروہ اٹھے گا جو کہ افق کو بھر دے گا۔ اُن کا نور سورج جیسا ہوگا۔ پھر پکارا جائے گا "اُمّی نبی کہاں ہے؟" تو ہر نبی اُٹھنا چاہے گا۔ پھر پکارا جائے گا "محمدؐ اور اُن کی امت کہاں ہے؟" پھر لوگوں کا ایک اور گروہ اُٹھے گا۔ جو کہ افق کے درمیان جگہ کو بھر دے گا۔ اُن کا نور آسمان میں ہر ستارے کی مانند ہوگا۔ پھر پکارا جائے گا "اُمّی نبی کہاں ہے؟" تو ہر نبی اُٹھنا چاہے گا۔

ثم یحثی حثتین فیقال	پھر اللہ تعالیٰ دو چلو بھرے گا اور
ھذا لک یا محمد وھذا	فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لک یا محمد ثم یوضع	یہ میری طرف سے تیرے لیے ہے۔
المیزان۔	پھر میزان رکھا جائے گا اور حساب

شروع ہوگا۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ان اوّل زمرۃ تدخل الجنۃ	سب سے پہلے میری امت کا گروہ
من امتی علی صورۃ القمر	جنّت میں داخل ہوگا جو چودھویں
لیلۃ البدر [2]	رات کے چاند کی طرح ہوگا

جبکہ بخاری شریف میں ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد : (۱۰ : ۴۰۸ - ۴۰۹)

[2] المسلم : کتاب الجنۃ

اول من یدخل الجنۃ علی صورۃ القمر لیلۃ البدر [1]	جنت میں جو سب سے پہلے (گروہ) داخل ہوگا ۔ وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا ۔

۸۸ ۔ جنّت کے دروازے "البَابُ الایْمَن" سے صرف اُمّتِ مُسلمہ کا ہی داخل ہونا

اُمّتِ مُسلمہ کو اللہ تعالٰے نے ایک یہ انفرادیت بھی عطا کی ہے کہ جنّت کے دروازے "الباب الایمن" سے داخل ہونے والا سب سے پہلا گروہ اُمّتِ مُسلمہ میں سے ہوگا ۔ اور یہ گروہ بغیر حساب و عقاب کے جنّت میں داخل ہوگا ۔ نیز یہ جنت کے بقیہ دروازوں سے داخل ہونے میں باقی کے ساتھ شریک ہوں گے ۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث شفاعت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں چلتا ہوا عرشِ الٰہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کو سجدہ کروں گا پھر اللہ تعالٰی مجھ پر کچھ کلمات منکشف فرمائے گا اور مجھے اپنی حمد و ثناء میں سے ایسے کلمات الہام کرے گا کہ میرے علاوہ کسی اور شخص پر وہ کلمات منکشف نہیں کیے گئے ہوں گے ۔ پھر باری تعالٰے فرمائے گا :

یا محمد ! ارفع رأسك، سل تعط اشفع تشفع،	اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر (مبارک) اٹھائیے ۔ سوال کرو تم کو

[1] البخاری : کتاب بدء الخلق

فارفع رأسي فاقول یا رب امتی امتی، فیقال یا محمد! ادخل الجنة من امتك من لاحساب علیه من الباب الایمن من ابواب الجنة وهم شرکاء الناس فیما سوی ذلك من الابواب...... [1]

عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں سر اُٹھاؤں گا اور عرض کروں گا کہ اے میرے پروردگار میری امّت! میری امّت! اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امّت میں سے اُن لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے جنت کے دروازے الباب الایمن سے جنّت میں داخل کردو۔ یہ لوگ جنّت کے دیگر دروازوں (سے داخل ہونے) میں دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہونگے

۸۹۔ اللہ کا اُمتِ مُسلمہ کے فِدیہ میں دُوسری اُمّتوں کے لوگوں کا دینا

دوسری امّتوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے امّتِ مسلمہ کو ایک یہ شان بھی عطا فرمائی ہے کہ امت مسلمہ میں سے جو افراد عذاب کے مستحق ہوں گے ان کے بدلے میں اللہ تعالیٰ سابقہ امتوں۔ یہود و نصارٰی کے افراد کا فدیہ دے گا۔ دوسری امتوں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے فدیہ ہونے میں برابر بنایا ہے۔ یا پھر یہ کہ مسلمانوں کے گناہوں کو سابقہ امّتوں کے افراد پر ڈال دیا جائے گا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ:

اذا کان یوم القیامة، دفع

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تبارک

---

[1] البخاری: کتاب التفسیر

اللہ عزوجل الی کل مسلم
او نصرانیا فیقول
ھذہ فکاکک من النار [1]

وتعالیٰ ہر ایک گناہگار مسلمان کی طرف کسی یہودی یا نصرانی کو کر دے گا اور ارشاد فرمائے گا کہ یہ جہنم سے چھٹکارے کے لیے تمہارا فدیہ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی گناہگار مسلمان جب مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ جہنم میں کسی یہودی یا نصرانی کو ڈال دیتا ہے۔ [2]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور روایت بھی ہے جس میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

یجیئ یوم القیامۃ ناس
من المسلمین بذنوب
امثال الجبال یغفرھا لھم
ویضعھا علی الیھود و
النصاریٰ [3]

قیامت کے دن مسلمانوں میں سے بعض لوگ اس طرح لائے جائیں گے کہ ان کے پہاڑوں کی مثل گناہ ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے گناہوں کو بخش دے گا اور ان گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر ڈال دے گا۔

۹۰۔ امتِ مسلمہ کا چمکتے ہاتھ، پاؤں اور چمکتے چہرے کے ساتھ آنا

اللہ تعالیٰ نے دوسری امتوں کے مقابلے میں امتِ مسلمہ کو ایک یہ

---

[1] المسلم: کتاب التوبۃ [2]

[3]

خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے کہ یہ قیامت کے دن وضو کے آثار بناء پر چمکتے ہاتھ، پاؤں اور چمکتے چہرے کے ساتھ آئے گی۔ یہ چیز دوسری امتوں میں سے کسی فرد کو نصیب نہیں ہوگی۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ان أمتی یأتون یوم القیامۃ محجلین من أثر الوضوء فمن استطاع منکم أن یطیل فلیفعل [1]

قیامت کے دن میری امت وضو کے اثر کے سبب چمکتے ہاتھ پاؤں اور چمکتے چہرے کے ساتھ آئے گی۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی اس چمک کو بڑھانا چاہے وہ وضو کیا کرے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرا حوض أیلۃ اور عدن [2] کے درمیانی فاصلے سے بڑا ہوگا۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد ملے دودھ سے زیادہ شیریں ہوگا۔ اس کے برتنوں کی تعداد، ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہوگی۔ اور میں (دوسری امتوں کے) لوگوں کو اس حوض سے روکوں گا جس طرح کہ کوئی آدمی لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے (پانی پینے سے) روکتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس دن آپؐ ہم کو پہچان لیں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

[1] البخاری: کتاب الوضو

[2] أیلۃ اور عدن — یہ بحر احمر کے ساحلی شہر ہیں۔ أیلۃ بحر احمر کے شمال میں ہے جبکہ عدن، یہ بحر احمر کے جنوب میں ہے اور جنوبی یمن کا دارالحکومت ہے۔

ہاں کہ تمہارے لیے ایسی علامت ہوگی جو کہ دوسری امتوں میں سے کسی شخص کے لیے نہیں ہوگی وہ یہ کہ تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر کے سبب تمہارے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمک رہے ہوں گے۔ [1]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

أنتم المحجلون يوم القيامة ..... [2]

صحابہؓ تم قیامت کے دن چمکتے ہاتھ پاؤں اور چمکتے چہرے والے ہوں گے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے مومنین کے گھر والو۔ السلام علیکم! بے شک ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ میں نے پسند کیا کہ (حیاتِ دنیوی میں) اپنے بھائیوں کو دیکھ لوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ رہتے ہو۔ اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ہم سے بعد آئیں گے۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ اس شخص کو کیسے جان جائیں گے جو آپ کی امت میں سے آپؐ کے بعد آئے گا؟ آپؐ نے فرمایا: کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا گمان کرتے ہو جس کے پاس چمکتے پاؤں اور چمکتی پیشانی والا گھوڑا ہو۔ اس گھوڑے کی پشت کے دونوں طرف ایسا سیاہ رنگ ہو جو کسی دوسرے سے نہ ملتا ہو۔ کیا وہ اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا؟

---

[1]

[2]

صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) امتِ مسلمہ اس حالت میں آئے گی کہ وضو کے سبب سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے اور میں حوضِ کوثر پر ان سے پہلے موجود ہوں گا.......[1]

۹۱۔ اہلِ جنت میں سب سے زیادہ ہونا

امتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک یہ شان بھی حاصل ہے کہ یہ جنت میں تمام امتوں سے زیادہ ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے ٹیلے پر ٹیک لگائی اور فرمایا کہ خبردار جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا۔ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ تو گواہ ہو جا (پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا) کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اہلِ جنت کا تہائی حصہ ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم پسند کرتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (لیکن) میں امید کرتا ہوں کہ تم اہلِ جنت کا نصف حصہ ہو گے۔ دوسری امتیں تمہارے مقابلے میں اس طرح ہیں جیسے سفید بیل پر ایک سیاہ بال ہو یا سیاہ بیل پر ایک سفید بال ہو۔[2]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

---

[1] المسلم : کتاب الطہارۃ

[2] البخاری : کتاب الرقاق

وَالذی نفسی بیدہ إنی لأطمع أن تکونوا ثلث أھل الجنۃ۔ | اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں خواہش کرتا ہوں کہ تم اہلِ جنّت کا ایک تہائی حصہ ہو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی بڑائی بیان کی پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالذی نفسی بیدہ إنی لأطمع فی أن تکون شطر أھل الجنۃ ...... [1] | اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں خواہش کرتا ہوں کہ تم اہلِ جنّت کا نصف حصہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ میری امّت میں سے جو میرے متبعین ہیں وہ اہلِ جنّت کا ایک چوتھائی حصّہ ہوں۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ یہ سُن کر ہم نے اللہ کی بڑائی بیان کی۔ پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میرے امّتی اہلِ جنّت کا ایک تہائی حصّہ ہوں گے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے (یہ سُن کر) پھر اللہ کی بڑائی بیان کی ہے۔ پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ أرجو أن یکونوا الشطر (میں امید کرتا ہوں کہ میری امّت اہلِ جنّت کا نصف ہوگی)۔

بلکہ حدیث بریدۃ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ امتِ مسلمہ نصف سے زائد [2]، دو تہائی

---

[1] البخاری : کتاب الرقاق

المسلم : کتاب الایمان

[2] مجمع الزوائد: (۱۰ : ۴۰۲ - ۴۰۳)

ہوگی۔ جبکہ اہلِ جنّت کا باقی ایک تہائی باقی تمام امتوں کے افراد ہوں گے۔

حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أهل الجنة عشرون و مائة صف ثمانون منها من هذه الامة، واربعون من سائر الأمم [1]

اہلِ جنّت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں سے اسّی صفیں امت مسلمہ کی ہوں گی اور چالیس صفیں باقی تمام امتوں کی ہوں گی۔

۹۲۔ امّتِ مُسلمہ کے بارے میں اللہ تعالےٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کردے گا۔

امّتِ مُسلمہ کو اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں راضی کردے گا۔ اور آپ کو کبیدہ خاطر نہیں کرے گا۔ یہ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے اکرام وتعظیم کی انتہاء ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ [2]

(اے محبوبؐ) عنقریب آپؐ کا رب آپؐ کو اتنا عطا کریگا کہ آپ راضی ہوجائینگے۔

---

[1] سنن الترمذی: کتاب صفۃ الجنۃ

[2] سورۃ الضحیٰ: ۵

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت تلاوت فرمائی :

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ ۔ [1]

اے رب بے شک ان (بتوں) نے لوگوں میں اکثر کو گمراہ کیا۔ پس جو میری راہ پر چلا بے شک وہ مجھ میں سے ہے

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے عرض کیا :

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ، وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ [2]

(اے میرے مولا!) اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو زبردست حکمت والا ہے ۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور کہا۔ اے میرے پروردگار۔ میری امت ۔ میری امت ، اور آپ نے گریہ فرمایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف جا۔ اور جا کر پوچھ کہ کس چیز نے آپ کو رلایا ہے ؟ (حالانکہ تیرا رب خوب جانتا ہے) پس حضرت جبرئیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جو بتانا تھا بتا دیا ۔ (کیا بتایا ؟ یہ آپ ہی بہتر جانتے ہیں)، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ اے جبرئیل! محمد

---

[1] سورۂ ابراہیم : ۳۶

[2] سورۃ المائدہ : ۱۱۸

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جا اور یہ کہہ کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے۔ اور آپ کو کبیدہ خاطر نہیں کریں گے۔ ؎

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے غائب رہے۔ آپ اتنی دیر تشریف نہ لائے کہ ہم گمان کرنے لگے کہ آپ تشریف نہیں لائیں گے۔ پھر جب آپ تشریف لائے تو آپ نے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم گمان کرنے لگے کہ آپ کی روح مبارک کو قبض کر لیا گیا ہے۔ پھر جب آپ نے سر اٹھایا تو ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں! میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار جو تو چاہے وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر دوسری بار اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔ تو میں نے پہلے کی طرح عرض کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تجھ کو تیری امت کے بارے میں رنج نہیں دوں گا (مجمع الزوائد میں ہے کہ ہم تجھ کو تیری امت کے بارے میں رنج نہیں دیں گے) اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بشارت دی کہ جنت میں سب سے پہلے میری امت میں سے ستر ہزار افراد جنت میں داخل ہوں گے، اس طرح کہ ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ایسے افراد ہوں گے کہ ان سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف پیغام بھیجا اور فرمایا کہ دعا فرمائیے آپ کی دعا قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ تو میں نے اس کے پیغامبر (جبرئیل علیہ السلام) سے پوچھا کہ کیا میرا رب میری طلب پر مجھے عطا فرمائے گا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی طرف بھیجا ہی اس لیے گیا ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو عطا فرمائے گا۔ اور میرے ربّ عزوجل نے (جو کچھ بھی میں نے طلب کیا) مجھے عطا فرما دیا اور مجھے اس پر فخر

نہیں ہے۔ اور میرے سبب سے میرے غلاموں، جو پہلے گزر گئے اور جو بعد میں آنے والے ہیں، کے گناہوں کو میری زندگی میں بھی معاف فرما دیا۔ اور مجھ کو یہ چیز عطا فرمائی کہ میری امت (جمیع امت) فاقوں میں مبتلا نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی کوئی غیر مسلم قوم ان پر (جمیع پر) غالب آئے گی اور میرے اللہ نے مجھ کو کوثر عطا فرمایا ہے جو کہ ایک نہر ہے، جو جنّت سے میرے حوض کی طرف بہتی ہے اور اللہ نے مجھے غلبہ، نصرت اور رعب (جو کہ میرے امتی پہ ایک ماہ کی مسافت کے فاصلے سے چھا جاتا ہے) عطا فرمایا ہے اور یہ کہ انبیاء علیہم السّلام میں سب سے پہلے میں جنّت میں داخل ہوں گا۔ اللہ نے میرے اور میری امت کے لئے مال غنیمت کو پاک (حلال) کر دیا ہے۔ اور بہت سی ایسی چیزوں کو حلال و جائز قرار دیا ہے جو ہم سے پہلے لوگوں پر حلال نہیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر تنگی نہیں کی [1]

پس امّتِ مسلمہ میں سے کچھ افراد ایسے ہوں گے جو بغیر حساب اور عذاب کے جنّت میں داخل ہوں گے، اور کچھ افراد ایسے ہوں گے جو حساب کے بعد جنّت میں داخل ہوں گے جب کہ باقی افراد حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت کے سبب سے جنّت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ تمام امتِ مسلمہ جنّت میں داخل ہو جائے گی۔

۹۳۔ تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو ایک یہ فضیلت بھی عطا فرمائی ہے

---

[1] مجمع الزوائد (۱۰ : ۶۸-۶۹)

مسند احمد (۵ : ۳۹۳)

کہ وہ سابقہ اُمّتوں کے مقابلے میں امّتِ مُسلمہ کو زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ باوجود اس کے کہ امتِ مُسلمہ کا عمل، سابقہ اُمّتوں کے مقابلے میں تھوڑا ہے، ان کی عمریں، سابقہ امتوں کے مقابلے میں تھوڑی ہیں اور امّتِ مسلمہ کے افراد کی اس دنیا میں رہنے کی مدت بھی دوسری اُمّتوں کے افراد کے مقابلے میں کم ہے۔ یہ دوسری اُمّتوں کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے پورے دن کے مقابلے میں عصر سے مغرب کا وقت۔ (یعنی اگر دوسری امتوں کے افراد کی زندگی ایک دن ہو تو امّتِ مُسلمہ کے افراد کی زندگی عصر سے مغرب تک کے وقت جتنی ہے۔)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمہاری دنیوی زندگی کی مُدّت، دوسری اُمّتوں کے افراد (جو کہ فوت ہو گئے) کی دنیوی زندگی کی مدت کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے پورے دن کے مقابلے میں عصر سے مغرب کا وقت۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی آدمی مزدوروں سے کام لے اور کہے کہ نصف النہار تک ایک قیراط معاوضے پر کون میرے لیے کام کرے گا؟ تو یہود نے اس معاوضے پر کہ نصف النہار سے نمازِ عصر تک ایک قیراط معاوضے پر کون میرے لیے کام کرے گا؟ تو نصاریٰ نے اس معاوضے پر نصف النہار سے نمازِ عصر تک کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ نمازِ عصر تک سورج کے غروب ہونے تک دو قیراط معاوضے پر کون میرے لیے کام کرے گا؟ صحابہؓ جان لو کہ تم وہ لوگ ہو جنہوں نے نمازِ عصر سے سورج کے غروب ہونے تک دو قیراط معاوضے پر کام کیا۔ اور یہ کہ تمہارے لیے دو گنا معاوضہ ہے۔ اس پر یہود و نصاریٰ غضب ناک ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا:

نحن اکثر عملاً و اقل — ہم نے زیادہ عمل کیا لیکن ہمیں کم عطا

عطاء قال الله هل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا قال فانه فضلی اعطیه من شئت

کیا گیا۔ تو اللہ نے فرمایا کہ کیا تمہیں حق سے کچھ کم ملا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں تو اللہ نے فرمایا کہ حق سے زیادہ دینا میرا فضل ہے، جسے میں چاہوں عطا کرتا ہوں [1]

حضرت ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص کسی قوم کو اُجرت پر لے کہ وہ اُس کے لیے دن سے، رات تک ایک مقررا اجرت پر کام کریں گے۔ ان لوگوں نے نصف النہار تک اس شخص کے لیے کام کیا۔ پھر کہا کہ جو اجرت تُو نے ہمارے لیے مقرر کی ہے ہمیں تیری اس اجرت کی حاجت نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہم نے کہا وہ باطل ہے۔ تو اُس شخص نے اُن سے کہا کہ ایسا نہ کرو، اپنا کام ختم کرو اور پوری اجرت لے لو۔ مگر انہوں نے انکار کیا اور کام چھوڑ دیا۔ پھر اس شخص نے اُن کے بعد کچھ اور لوگوں کو اجرت پر لیا اور کہا کہ آج بقیہ دن تم کام مکمل کرو تو تمہارے لیے وہی اجرت ہے جو پہلوں کے لیے اجرت تھی۔ اُن لوگوں نے نمازِ عصر تک کام کیا پھر کہا کہ تیرے لیے جو ہم نے کام کیا وہ باطل ہے۔ اور جو اجرت تو نے ہمیں دینا تھی وہ اپنے پاس ہی رکھو۔ اُس شخص نے اُن سے کہا کہ اپنے بقیہ کام کو مکمل کرو کہ تھوڑا سا دن باقی رہ گیا ہے۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس شخص نے ایک اور قوم کو اجرت پر لیا کہ وہ بقیہ دن کام کریں۔ پس انہوں نے بقیہ دن سورج کے غروب ہونے تک کام کیا اور انہیں پہلے دونوں فریقوں کی مکمل اجرت مِل گئی۔ یہ تمہاری اور اسلام سے پہلے جو لوگ گزرے اُن کی مثال ہے [2] اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ یہ اُن مسلمانوں کی مثال ہے جنہوں نے

---

[1] البخاری: کتاب أحادیث الانبیاء [2] البخاری: کتاب الاجارہ

اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور کتاب اللہ کو قبول کیا اور اُن یہود و نصاریٰ کی مثال ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کر دیا۔[1]

پس پہلا گروہ یہود کا ہے، دوسرا گروہ نصاریٰ کا ہے اور تیسرا گروہ جن کے لیے دوہرا اجر ہے، مسلمانوں کا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

۹۴۔ امتِ مسلمہ تمام کی تمام جنّت میں داخل ہوگی

امتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ شان بھی عطا فرمائی ہے کہ تمام امتِ مسلمہ جنّت میں داخل ہوگی۔ اس طرح کہ امتِ مسلمہ میں سے بعض لوگ بغیر حساب اور عقاب کے جنّت میں داخل ہوں گے۔ بعض لوگ تھوڑے سے حساب کے بعد جنّت میں داخل ہوں گے اور باقی لوگ گناہگار، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے جنّت میں داخل ہونگے۔ ان گناہگاروں کے گناہوں کو ان سے اتار کر یہود و نصاریٰ پر ڈال دیا جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کے بدلے میں یہود و نصاریٰ میں سے کسی ایک کو فدیہ بنا کر آگ میں بھیج دیا جائیگا۔

جبکہ دوسری امتوں کے بعض افراد جنّت میں داخل ہوں گے اور بعض دوزخ میں جائیں گے۔ تمام امتِ مسلمہ کا جنّت میں داخل ہونا یہ تمام اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

---

[1] فتح الباری : (۴ : ۴۴۹)

كل أمتي يدخلون الجنة الا من أبى	میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا مگر جس نے انکار کیا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منکر کون ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا:

من أطاعني دخل الجنة، و من عصاني فقد أبى	جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم سب ضرور جنت میں داخل ہوگے۔ مگر جس شخص نے انکار کیا ہے اور اللہ تعالے کی اطاعت سے اس طرح باہر ہوا جس طرح اونٹ فرار ہوتا ہے۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون شخص ہے جو جنت میں داخل ہونے سے انکار کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ [۲]

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے حضرت خالد بن یزید بن معاویہ نے کسی ایسے خوش کن کلمہ کے بارے میں سوال کیا جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔ آپؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ:

---

[۱] البخاری : کتاب الاعتصام

[۲] موارد الظمآن : کتاب المناقب

اَلا کلکم یدخل الجنة الامن	جان لو کہ تم تمام جنت میں داخل ہو گے
شرد علی اللہ شراد البعیر	مگر جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے
علی أھلہ [1]	اس طرح باہر ہوا جس طرح مالک سے

اونٹ بھاگ جاتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ امت مسلمہ میں سے کوئی فرد بھی ایسا نہیں بچے گا جو کہ جنت میں داخل نہ ہو مگر جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس طرح دور ہوا جس طرح باؤلا اونٹ اپنے مالک سے بھاگ جاتا ہے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ پس جس شخص نے میری تصدیق نہ کی تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا یَصْلَاھَا اِلَّا الْاَشْقَی الَّذِی	دوزخ میں اللہ تعالیٰ بدبختوں کو ہی ڈالے
کَذَّبَ وَتَوَلّٰی .	گا۔ بدبخت وہ لوگ ہیں جنہوں نے

تکذیب کی اور منہ پھیرا۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ جو کتاب لائے اسے جھٹلایا اور آپؐ سے منہ پھیرا۔ [2]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امت کا حشر تین قسموں میں ہو گا۔

ایک قسم وہ ہے جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو گی۔ اور ایک قسم وہ ہے جن سے تھوڑا سا حساب لیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور

---

[1] مسند احمد (۵ : ۲۵۸)

[2] مجمع الزوائد (۱۰ : ۷۱)

ایک قسم وہ ہے کہ ان کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اُن کی پشتوں پر پہاڑوں جتنے گناہ ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرشتوں سے دریافت فرمائے گا (حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے) پس اللہ فرمائے گا کہ یہ کون ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ یہ تیرے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ ان کی پشتوں سے ان کے گناہوں کو گرادو۔ اور ان گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر ڈال دو:

ادخلوھم برحمتی الجنۃ[1]	اور ان کو میری رحمت کے سبب سے جنت میں داخل کردو۔

امام مسلمؒ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

یجیئ یوم القیامۃ ناس من المسلمین بذنوب أمثال الجبال، فیغفرھا اللہ لھم، ویضعھا علی الیھود والنصاریٰ۔[2]	قیامت کے دن مسلمانوں میں سے کچھ لوگ پہاڑوں کی مثل گناہوں کے ساتھ لائے جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور ان کے گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر ڈال دے گا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لا یموت رجل مسلم إلا	جب کوئی مسلمان (گناہگار) فوت

---

[1] المستدرک : (۱ : ۵۸)

[2] المسلم : کتاب التوبۃ

أدخل الله مكانه النار يهوديًا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ جہنم میں
او نصرانیًا [1] کسی یہودی یا نصرانی کو ڈال دیتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور حدیث بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر گناہگار مسلمان کی طرف کسی یہودی یا نصرانی کو بھیج دیں گے۔ اور ارشاد فرمائیں گے کہ یہ جہنم کے لیے تیرا فدیہ ہے۔

حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ظاہراً یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انکار کرنے والے خواہ وہ کافر ہوں، خواہ مسلمان۔ وہ جنت میں کبھی بھی داخل نہیں ہوں گے۔ حالانکہ مراد یہ ہے کہ ایسے مسلمان کو جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے امتِ مسلمہ کے افراد کے ساتھ داخل ہونے سے روک دیا جائے گا۔ ہاں جب اللہ چاہے گا اُسے بعد میں بھی داخل نہیں ہونے دے گا۔ واللہ اعلم!

۹۵۔ امتِ مسلمہ میں شفاعت کا کثرت سے ہونا

اللہ رب العزت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے امتِ مسلمہ کو ایک یہ فضیلت بھی عطا فرمائی ہے کہ امتِ مسلمہ کے بعض افراد لوگوں کی کثیر تعداد کی شفاعت کریں گے۔ یہ شفاعت اُن شفاعات کے علاوہ ہوگی جو عام مؤمنین کریں گے۔

حضرت عبد اللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ میں بیت المقدس میں ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ اُن میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] المسلم: کتاب التوبہ

کو فرماتے سُنا ہے کہ میری اُمّت میں سے ایک آدمی کی شفاعت سے بنوتمیم سے زیادہ لوگ جنّت میں داخل ہوں گے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کیا وہ شخص آپ کے علاوہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص میرے علاوہ ہوگا۔ جب وہ شخص کھڑا ہوا تو میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابن اُبی الجدعاء ہے۔[1]

حضرت حارث بن اُقیش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ

ان الرجل من امتی من یدخل الجنۃ بشفاعتہ اکثر من مضر[2]	میری امت میں سے ایک شخص ایسا ہوگا جو کہ اپنی شفاعت کے سبب سے قبیلہ مضر سے زائد افراد کو جنّت میں داخل کرے گا۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ

"بے شک میری امت میں سے ایک فرد ایسا ہوگا جو کہ لوگوں کی کثیر تعداد کی شفاعت کرے گا۔ پس وہ اُن کو اپنی شفاعت کے سبب سے جنّت میں داخل کر دے گا)

وان الرجل یشفع للقبیلۃ من الناس۔ فیدخلون الجنۃ	اور ایک شخص ایسا ہوگا جو کہ لوگوں کے ایک قبیلے کی شفاعت کرے گا

---

[1] ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ

[2] المستدرک: (۱:۱۷)

بشفاعته وان الرجل یشفع للرجل وأھل بیتہ فیدخلون الجنۃ بشفاعتہ [1]

اور ان کو اپنی شفاعت کے سبب سے جنت میں داخل کر دے گا۔ اور (میری امت میں سے) ایک شخص (ایسا بھی ہوگا) جو کہ ایک آدمی اور اس کے گھر والوں کی شفاعت کرے گا۔ پس وہ بھی اپنی شفاعت کے سبب سے ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔

ترمذی شریف میں یہی روایت درج ذیل الفاظ کی زیادتی کے ساتھ مروی ہے:

ومنھم من یشفع للعصبۃ ومنھم من یشفع للرجل حتی یدخلوا الجنۃ [2]

اور امت مسلمہ میں سے بعض افراد ایسے ہونگے جو کہ ایک گروہ کی شفاعت کریں گے اور بعض ایسے ہوں گے جو کہ صرف ایک آدمی کی شفاعت کرینگے۔ یہاں تک کہ تمام (امتِ مسلمہ) جنت میں داخل ہو جائنگے۔

حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ قبیلہ ربیعۃ اور مضر کی مثل لوگ جنت میں ایک ایسے آدمی کی شفاعت سے داخل ہوں گے جو کہ نبی نہیں ہوگا۔

ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ شخص قبیلہ ربیعۃ یا مضر میں سے ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جو کچھ میں نے کہنا تھا کہہ دیا [3]

۹۶۔ کفار تمنا کریں گے کاش کہ وہ مسلمان ہوتے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد

---

[1] مسند احمد : (۳ : ۶۳)

[2] سنن ترمذی : کتاب صفۃ القیامۃ

[3] مسند احمد : (۵ : ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۶۷)

اوتوا الکتاب من قبلنا و آوتیناہ من بعدھم... سوائے اس کے کہ دوسری امتوں کو ہم سے پہلے کتابیں دی گئیں اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی......

آپؓ ہی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہم سب سے آخری ہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے ہم جنّت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے کہ دوسری امتوں کو ہم سے پہلے کتاب عطا کی گئی۔ اور ہمیں اُن کے بعد کتاب عطا کی گئی......[۱]

حضرت سیّدنا ابوہریرۃ اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

نحن الآخرون من أھل الدنیا والاولون یوم القیامۃ المقضی لھم قبل الخلائق[۲] ......ہم دنیا میں سب سے آخری ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہیں کہ تمام مخلوق سے پہلے امت مسلمہ کا حساب کیا جائے گا۔

پس امّتِ مسلمہ زمانے کے اعتبار سے تو سب سے آخر میں ہے لیکن مرتبے کے اعتبار سے سب سے پہلے ہے کہ سب سے پہلے امّتِ مسلمہ کا حشر ہوگا اور پہلے اسی کا حساب ہوگا۔ امّتوں کے درمیان سب سے پہلے اسی کا فیصلہ ہوگا اور سب سے پہلے یہی جنّت میں داخل ہوگی۔

---

[۱] البخاری : کتاب الجمعہ

[۲] المسلم : کتاب الجمعہ

[۳] المسلم : کتاب الجمعہ

۹۸۔ امّتِ مُسلمہ کی کثیر تعداد کا بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہونا

اللہ عزّ و جل نے امّتِ مُسلمہ کو ایک یہ شان بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ امّتِ مسلمہ کی کثیر تعداد کو بغیر حساب اور عذاب کے جنّت میں داخل کرے گا۔ ان کے چہرے سورج یا چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمک رہے) ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

یدخل من أمتی الجنۃ سبعون ألفا بغیر حساب[1] — میری امّت میں سے ستّر ہزار افراد بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔

بخاری و مسلم میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ

تضیئ وجوھھم اضاءۃ القمر لیلۃ البدر[2] — ان (بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہونے والوں) کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی روشنی کی طرح روشن ہوں گے۔

حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری امّت میں سے ستّر ہزار افراد جنّت میں اس طرح داخل ہوں گے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوں گے۔ بعض نے بعض کو پکڑا ہوگا۔ اُن میں سے کوئی پہلے داخل نہیں ہوگا جب تک کہ آخری نہ داخل ہو جائے۔

---

[1] البخاری : کتاب الرقاق

[2] البخاری : کتاب الرقاق

(سب اکٹھے داخل ہوں گے، اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

جبکہ بخاری شریف میں سات سو ہزار (سات لاکھ) کے الفاظ مروی ہیں۔[1]

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل کر دے گا۔

مع کل الف سبعون الفاً وثلاث	اور ہر ایک ہزار افراد کے ساتھ ستر ہزار افراد
حثیات من حثیاته [1]	اور اپنے تین چلو بھر کر جنت میں داخل فرمائیگا

حضرت رفاعۃ بن عرابۃ الجھنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ..... اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، تم میں سے جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے پھر وہ جنت کے علاوہ ہر راستے سے رک جاتا ہے۔ اور میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمادے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ تم، تمہاری نیک بیویاں اور تمہاری نیک اولادیں جنت میں اپنے مکان نہ تیار کرلیں۔[2]

امتِ مسلمہ میں سے ستر ہزار سے زائد افراد کے بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں کثیر روایات ہیں۔

---

[1] سنن الترمذی : کتاب القیامۃ

سنن ابن ماجہ : کتاب الزھد

[2] مسند احمد : (۴ : ۱۶)

۹۹۔ اُمّتِ مُسلمہ کے پاس ایسی نشانی کا ہونا جس سے وہ اپنے رب کو پہچان لے گی

اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ مُسلمہ کو ایک یہ انفرادیت بھی عطا فرمائی ہے کہ اس کے لیے ایسی نشانی بنادی ہے جس سے قیامت کے دن، کہ جب ہر اُمّت کو اس معبود کی طرف بھیجا جائے گا جس کی وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے تھے، اپنے رب عزوجل کو پہچان جائیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ	جس دن ساق سے پردہ اٹھایا جائے گا
يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا	اور لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا
يَسْتَطِيْعُوْنَ [۱]	پھر یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے؟...." آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن ندا دینے والا ندا دے گا کہ ہر قوم اس کی طرف چلی جائے جس کی وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے تھے تو صلیب کی عبادت کرنے والے اپنی صلیب کے ساتھ چلے جائیں گے اور بتوں کی پوجا کرنے والے اپنے بتوں کے ساتھ چلے جائیں گے۔ ہر کوئی اپنے معبود کے ساتھ چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ نیک اور فاجر لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس چیز نے روکا ہے؟ جب کہ سب

---

[۱] سورۃ القلم: ۴۲

لوگ اپنے اپنے معبودوں کی طرف چلے گئے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ ہم ان سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور آج کے دن ہمیں اپنے رب کا انتظار ہے کہ ہم نے ندا دینے والے کی ندا سُنی ہے کہ ہر قوم دُنیوی زندگی میں جس کی عبادت کرتی تھی اُس سے مِل جائے۔ ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں..... اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی ایسی نشانی ہے جس سے تم اپنے رب کو پہچان جاؤ؟ وہ عرض کریں گے کہ ہاں ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان نشانی پنڈلی ہے۔ (کہ باری تعالیٰ قیامت کے دن اپنی پنڈلی ظاہر فرمائیں گے) پس اللہ تعالےٰ اپنی پنڈلی کو ظاہر فرمائے گا جس سے ہر مومن سجدے میں گر جائے گا اور جو لوگ دنیوی زندگی میں دکھاوے اور شہرت کے لیے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے۔[1]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں کوئی رکاوٹ ہے؟..... فرمایا کہ تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ اور ارشاد فرمائے گا کہ جو شخص جس چیز کی عبادت کرتا تھا وہ اُس کی طرف چلا جائے۔ پس جو کوئی سورج کی عبادت کرتا تھا وہ سُورج کے ساتھ چلا جائے گا۔ جو کوئی چاند کی عبادت کرتا تھا وہ چاند کے ساتھ چلا جائے گا۔ جو کوئی طاغوت کی عبادت کرتا تھا وہ طاغوت کے ساتھ چلا جائے گا۔ آخر کار اُمتِ مُسلمہ (ان کے ساتھ منافقین بھی ہوں گے) باقی رہ

---

[1] البخاری: کتاب التوحید

جائیں گے)۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں آئے گا جس صورت میں وہ اسے پہچانتے نہیں ہوں گے ۔ اور ارشاد فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں ۔ تو وہ کہیں گے کہ ہم تم سے پناہ مانگتے ہیں ۔ ہم یہاں اُس وقت تک ہیں جب تک کہ ہمارا رب نہ ہمارے پاس آجائے ۔ جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اُسے پہچان جائیں گے ۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن کے پاس ایسی صورت میں آئے گا جس کو وہ جانتے ہوں گے ۔ اور ارشاد فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں ۔ تو سب عرض کریں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور اس کے ساتھ چلے جائیں گے ......[۱]

۱۰۰۔ جنّتیوں کے سرداروں کا اُمّتِ مُسلمہ میں سے ہونا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنّت کے نوجوانوں کے سردار ، ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار اور جنتی عورتوں کی سردار سب کو اُمتِ مسلمہ میں سے بنایا ہے ۔

حضرت ابو سعید الخُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ :

الحسن والحسین سید اشباب أهل الجنّة[۲]

حسنؓ اور حسینؓ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں[۳]

---

[۱] البخاری : کتاب الرقاق

[۲] سنن الترمذی : کتاب المناقب ، مسند أحمد : (۳ : ۶۲، ۶۴، ۸۲)

[۳] مجمع الزوائد : (۹ : ۱۸۴)

حضرت أنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

هذان سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين الا النبيين والمرسلين [1]

انبیاء اور رسل کے علاوہ یہ دونوں جنّت کے پہلے سے لے کر آخری تک تمام عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں

امام ترمذیؒ اور امام أحمدؒ نے اسی حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے [2]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مجھ سے، وصالِ مبارک سے پہلے سرگوشی فرمائی کہ:

أن جبريل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة وانه عارضني العام مرتين - و لأراه الاحضر أجلي وأنت أول أهل بيتي لحاقا بي.

جبرئیل (علیہ السلام) ہر سال مجھ کو ایک مرتبہ قرآن سناتا تھا اور اس سال اس نے مجھے دو مرتبہ سنایا ہے - اب میرے وصال کا وقت آگیا ہے اور میرے اہل بیت میں سے تو مجھے سب سے پہلے ملے گی۔

حضرت خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر میں رو پڑی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے میری دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

أما ترضين أن تكوني سيدة نساء أهل الجنة نضحكت

کیا تم اہلِ جنّت کی عورتوں کی سردار ہونا پسند نہیں کرتی ہو۔ اس

---

[1] سنن الترمذی : کتاب المناقب

[2] مسند احمد : (۱/ ۸۰)

لذلك ۔ ؎

بات پر میں ہنس پڑی۔

حضرت حذیفہؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان سے وہ فرشتہ نازل ہوا جو پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ اُس نے اللہ سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے۔ پھر اس نے مجھ کو بشارت دی کہ فاطمہؓ اہلِ جنّت کی عورتوں کی سردار ہے۔ ؎



ان مذکورہ خصائص کے علاوہ اور بھی سرکارِ دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بے شمار خصائص ہیں۔ مقصد فقط آگاہی تھا۔ تمام خصائص کا احاطہ کرنا مقصود نہیں تھا۔ جو خصائص میں نے ذکر کیے ہیں یہ اللہ ربّ العزّت کے ہاں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبے کی بلندی اور دوسرے انبیاء علیہم السّلام سے آپؐ کے منفرد و ممیّز ہونے پر دلالت کرنے کے لیے کافی ہے

●

خاتمہ

(آقا کے حضور مصنف کا اعترافِ عجز)

جو کچھ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صفات، اخلاق اور خصائص، کہ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سابقہ انبیاء علیہم السلام سے منفرد ہیں، میں نے ذکر کئے ہیں یہ آپ کے فضل و کمال کے سمندر میں سے ایک نقطہ، آپ کے احسانات کے بہت بڑے سمندر میں سے ایک نیکی، آپ کی بے شمار صفات میں سے ایک صفت اور آپ کی حیاتِ مبارکہ کے حسن و جمال میں سے ایک قطرہ ہے.....

اگر بندوں کا فخر نہ ہوتا اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توصیف و تفرد بیان کرنے کا جو حکم ہے اس کا شعور نہ ہوتا تو میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور امتیاز کیسے بیان کر سکتا تھا۔

اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خُلق اور خَلق میں پائے جانے والے حسن و جمال کا احاطہ کیسے کر سکتا ہوں جبکہ وہی تو ایک ہستی ہیں کہ جنہیں امامت اور بزرگی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔

اور میرے لیے اس ہستی کے خصائص کا بیان کیسے ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام جس کے جھنڈے تلے ہیں۔

بلکہ، میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت اور عظمت کو کیسے بیان کر سکتا

ہوں جبکہ آپؐ کے رب نے خود آپؐ کی تعریف بیان فرمائی اور تمام مخلوق کے لیے بہترین نمونہ بنایا۔

میرے لیے کیسے ممکن ہے کہ میں سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل مقدسہ کو جمع کرسکوں جبکہ اولوالعزم نبی آپؐ کے متبعین کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آپؐ اُن کی امتوں کی بہ نسبت اور مؤمنین سے اُن کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نعمتوں کی فضیلت کو لفظوں میں کیسے لاسکتا ہوں جبکہ اللہ کے بعد اوّل سے آخر تمام مخلوق پر آپؐ ہی کے تو احسانات ہیں کہ سب اپنے دکھوں کے مداوے کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضری دیں گے۔

نیز یہ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا حق کیسے ادا کرسکتا ہوں جبکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شان میں ارشاد فرمایا کہ میں اوّلین و آخرین کا سردار اور جمیع مخلوق سے بڑھ کر فضیلت والا ہوں۔ بلکہ یوں کہیئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اُس رحمت کی تعریف اور شان کے بیان کو کیسے طول دے سکتا ہوں جو مختلف رنگوں، مختلف ذہنوں اور مختلف انواع پر مشتمل تمام مخلوقات کے لیے ہے۔

میں یہ سطریں تمام مخلوقات کے لیے لکھ رہا ہوں تاکہ وہ اس حبیب و محبوب، نبی کریم، شافع و مشفع اور اس بزرگی والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کے رب کا بھیجا ہوا ہے، کی قدر و منزلت اور آپ کے علوِ مرتبت کی پہچان کرسکیں۔ اگرچہ کوئی بھی آپ کی قدر و منزلت اور آپ کے حق کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ مگر اپنی طاقت کے مطابق کچھ پہچان تو کرسکتے ہیں۔ تاکہ آپ کی اتباع اور اقتداء کے لیے بھرپور کوشش کرسکیں۔ آپؐ

کو عظیم نمونہ اور روشنی کا ایک مینار بنالیں اور آپ کے علاوہ دائیں بائیں کسی اور کی اقتدا نہ کریں۔ کیونکہ آپ کی اقتداء میں ہی ہدایت اور راستگی ہے اور اسی میں خوش بختی، خوش حالی، اجرِ عظیم اور دنیا و آخرت میں قائم رہنے والی نعمتیں ہیں۔ جبکہ کسی اور کی اتباع صریح گمراہی اور اندھیر نگری میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے مترادف ہے۔ نیز یہ کہ انسان کو سیدھے راستے سے نکال دیتا ہے۔

امید ہے کہ جو شخص اس کا اندازہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو (اور معاملہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے)۔ وہ زندگی کی راہوں میں عبادت میں اور اپنی سوچوں کے تعین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نمونۂ عمل بنائے گا۔

بے شک لوگوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ آپ ہی قابلِ تقلید نمونہ ہیں اور آپ ہی اسوۂ حسنہ ہیں، مخلوق کی ہدایت کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ پس جو اطاعت کرے اُسے خوشخبریاں سُناتے ہیں اور جو نافرمانی اور مخالفت کرے اسے اللہ کا ڈر سُناتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا [1]

اور رسول کی عنایت سمجھ کر جو عطا فرمائیں لے لو اور جس بات سے روکیں اس میں بھی اپنی خیر سمجھو

دوسری جگہ فرمایا

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ
بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا [2]

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجا ہے

---

[1] الحشر: ۷

[2] السبا: ۲۸

مزید یہ کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا[1]

(مومنو!) بے شک تمہارے لیے رسول اللہ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے (یہ نمونہ) اس کے لیے ہے جو اللہ سے ملنے اور یوم آخرت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور اللہ کی یاد کرتا ہے۔

اور میں نے ان اوراق میں (جو کہ اُن خصائص کے لیے بہت مختصر ہیں) اس بات پر روشن دلائل اور قطعی براہین پیش کی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خصائص حاصل ہیں اور جو امتیازات آپ کو عطا کئے گئے ہیں۔ ان کی بناء پر آپ جمیع خلق بشمول رسل عظام علیہم السلام میں سے اتباع و اقتداء کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔

اگر میں یہ سب کچھ کما حقہٗ، پیش کر سکا ہوں تو یہ اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہوا اور اگر ایسا نہ ہو سکا ہو تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ میں نے اپنی سی کوشش کی اور (اس کی بھی) اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور وہی ہے جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

یہ کلمات لکھتے وقت میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے خالص اپنی رضا کی خاطر لکھا گیا بنادے اور ہر پڑھنے اور سننے والے کو اس سے نفع دے اور اسے نفع بخش اور خالص زادِ راہ (آخرت کا) بنائے۔ نیز یہ کہ میں اس سے دعا مانگتا ہوں کہ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے۔

اور اس محبت کو ہمارے لیے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنائے۔ اور ہمارا حشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے کرے اور اسے قیامت کے دن جبکہ مال اور اولاد فائدہ

---

[1] الاحزاب ۳۳: ۲۱

نہیں دیں گے ہمارے لیے نفع بخش ذخیرہ بنا دے اور اللہ تعالیٰ ہماری، ہمارے آباؤ اجداد، ازواج، اولاد، مشائخ، جن کا ہم پر حق ہے، جو لوگ اس کتاب کی طباعت اور نشر و اشاعت کا سبب بنے ہیں اور زندہ و مردہ تمام مؤمنین کی مغفرت فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا، قریب رہنے والا اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

وَصلّی اللہ علی سیّدنا و حبیبنا و نبیّنا مُحمّد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلّم تسلیماً کثیراً الیٰ یوم الدّین و آخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العٰلمین



تعارف مؤلّف کتاب!

ڈاکٹر شیخ ابراہیم ملا خاطر کا سلسلۂ نسب سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ شام کے شمال مشرق میں نہر فرات پر واقع "دیر زور" نامی شہر میں ایک علمی و مذہبی خاندان میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول میں داخلہ لیا اور میٹرک کی سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے علاقے کے نامور علماء سے علوم شرعیہ، بلاغت اور عروض وغیرہ میں استفادہ کیا۔ جامعہ دمشق کے کلیۃ الشریعۃ میں داخلہ لے کر آپ نے شریعت اسلامیہ میں ڈپلومہ کیا۔ اس کے بعد بھی آپ نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے جامعہ ازھر (مصر) میں کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ نے ایم اے کے ساتھ ساتھ حدیث و علوم حدیث میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۲۸۶ کو آپ سعودیہ تشریف لے آئے اور جامعہ اسلامیہ محمد بن سعود میں تدریس کے فرائض انجام دینا شروع کئے۔

آپ کے بہت سے تلامذہ ہندوستان۔ پاکستان، بعض مغربی عرب ممالک، انڈونیشیا، ترکی اور یوگوسلاویہ میں اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ آپ کے ہاتھوں بے شمار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ جن میں اکثریت تعلیم یافتہ لوگوں کی ہے۔

جامعہ اسلامیہ محمد بن سعود کے آپ پہلے وائس چیئرمین تھے اور اب چیئرمین بن گئے ہیں۔ آپ نے چالیس سے زائد کتب تالیف فرمائیں۔

آپ کی بعض کتب کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور بعض کتب مختلف جامعات میں شاملِ نصاب ہیں۔ عالم اسلام سے مقتدر شخصیات سے آپ کے بڑے گہرے روابط ہیں۔ آپ مختلف ممالک کا دورہ کرتے رہے ہیں اور بہت سی کانفرنسوں میں شرکت فرما کر مختلف موضوعات پر بڑے تحقیقی مقالے پڑھے۔

آج کل آپ جامعہ ملک عبد العزیز مدینہ منورہ میں حدیث وعلوم حدیث کے استاد کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے کا نام ابراہیم ہے۔ اس مناسبت سے کنیت ابو ابراہیم ہے۔

●

آپ کی اب تک منظر عام پر آنے والی کتب کی فہرست حسب ذیل ہے:-

أ ـ مدرسة الإمام الشافعي

١ ـ الشافعي وأثره في الحديث وعلومه/ رسالة دكتوراه.

٢ ـ بيان خطأ مَن أخطأ على الشافعي ـ للحافظ البيهقي.

٣ ـ مسألة الاحتجاج بالشافعي فيما أسند إليه والردّ على الطاعنين بعظم جهلهم عليه ـ للخطيب البغدادي ـ طبعتهما الإفتاء بالرياض.

٤ ـ السنن للإمام الشافعي ـ رواية المزني.

٥ ـ مناقب الإمام الشافعي، لابن الأثير الجزري، طبعتهما دار القبلة بجدّة.

٦ ـ الشافي شرح مسند الشافعي، لابن الأثير الجزري ـ طبع الأول منه.

٧ ـ ثلاثيات الإمام الشافعي ـ وهو هذا الكتاب.

٨ ـ مناقب الإمام الشافعي، للحافظ ابن كثير، سيطبع قريباً إن شاء الله تعالى.

٩، ١٠ ـ المسند للإمام الشافعي ومعه شافي العيّ على مسند الشافعي، للحافظ السيوطي، سيطبعان قريباً.

١١ ـ تخريج أحاديث الأم، للحافظ البيهقي ـ تحقيق.

١٢ ـ حجيّة المرسل عند الإمام الشافعي ـ ستُعاد طباعته إن شاء الله تعالى.